WWW.PDFBOOKSFREE.PK
عنبر، ناگ، ماریا (۱۴۳)
مردے کی راکھ
PDFBOOKSFREE.PK
اے حمید
۱۴۳

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

مُردے کی راکھ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/۷ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
باراول
ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۲ ابی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا، ھتیوسانگ اور کیٹی کا سفر جاری ہے۔ میں ان کے سفر کی داستان ساتھ ساتھ آپ کو سنا رہا ہوں۔ آپ کے خط مجھے برابر مل رہے ہیں جن میں آپ اس داستان کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ خط میرے لیے بڑے قیمتی ہیں اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس داستان کو آپ تک پہنچانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ آپ کو نئی نئی باتوں کا بھی علم ہو، اور آپ کی دلچسپی بھی برقرار رہے۔ جیسا کہ آپ اپنے خطوں میں لکھتے ہیں مجھے خوشی ہے کہ اس داستان سے آپ کے علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ شکریہ

N - ۴۵۴
راہِ چمن۔ سمن آباد۔ لاہور

تمہارا انکل
اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- زہریلا قہوہ
- طلسمی کالی بھیڑ
- سایہ غائب ہو گیا
- سات راجوں کا خزانہ
- مُردے کی راکھ

زہریلا قہوہ

کنیز کنجن بڑے پجاری کے کمرے سے نکل گئی۔

ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ تبت کے بڑے لاما کو ماریا کے پنجے کے طلسم سے ہلاک کرنے کی جو سازش کنیز کنجن اور بڑے پجاری نے تیار کی تھی اس کا ماریا کو علم ہو چکا تھا۔ ماریا لاما کو بچانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک شریف اور معصوم انسان تھا۔ وہ سب انسانوں سے محبت کرتا تھا اور اس نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا تھا۔ بڑا پجاری لاما کو موت کے گھاٹ اتار کر اس گدی پر خود بیٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے محل کے کچھ پجاریوں اور مذہبی راہبوں کو ساتھ ملا رکھا تھا۔

ماریا کو اپنی طاقت واپس مل جانے اور الو کے منحوس پنجے سے باہر نکل آنے کی بڑی خوشی تھی۔ اب وہ عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کی تلاش میں نکلنا چاہتی تھی لیکن لاما کو اس کے دشمنوں سے بچانا بھی اس کا اخلاقی اور انسانی فرض تھا چنانچہ ماریا نے یہی فیصلہ کیا لاما کو اس کے دشمنوں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نجات دلانے کے بعد وہ عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ کی کھوج میں نکل پڑے گی۔ کنیز کنچن اپنے کمرے میں آکر بستر پر لیٹ گئی۔ ابھی کچھ رات باقی تھی۔ کنیز کنچن کو الو کے پنجے کی فکر لگی تھی جو ابھی تک لاما کے سرہانے کے نیچے تھا۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ بستر پر پہلو بدلنے لگی۔ آتشدان میں آگ جل رہی تھی۔ کمرہ گرم تھا۔ ماریا آتشدان کے قریب کھڑی کنیز کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ماریا سوچ رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے سوچا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ لاما کو جا کر خبر کر دے کہ بڑا پجاری اس کا جانی دشمن ہے اور کنیز کنچن کے ساتھ مل کر اسے ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتا ہے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے لاما اسے کوئی بدروح سمجھ بیٹھے اور اس کی بات پر اعتبار نہ کرے کیونکہ وہ اسے دکھائی تو دے گی نہیں اور اگر وہ اس کی بات پر یقین کر بھی لیتا ہے تو بڑا پجاری صاف مکر جائے گا اور کہے گا کہ مقدس لاما! آپ کو کسی بدروح نے میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ میں تو آپ کا خادم ہوں۔"

چونکہ مقدس لاما ایک بھولا بھالا آدمی ہے وہ بڑے پجاری باتوں میں آ جائے گا اور پجاری کو دوبارا اس کے خلاف خونی سازش کا جال بچھانے کا موقع مل جائے گا۔ آخر ماریا نے یہی

سوچا کہ خاموش رہ کر لاما کی حفاظت کرے اور جب اس کے ہاتھ کوئی ثبوت آ جائے تو اپنا آپ لاما پر ظاہر کر کے بڑے پجاری اور کنیز کو رنگے ہاتھوں پکڑوا دے۔

یہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ بڑا پجاری اب لاما کو سیدھے سبھاؤ "زہر" دینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ماریا چوکس ہو گئی۔ وہ کنیز کے کمرے سے نکل کر بڑے پجاری کے مکان پر آ گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ بڑا پجاری ایک عیار آنکھوں والے راہب کے ساتھ بیٹھا کھرل میں کوئی بوٹی رگڑ رہا ہے۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف کھڑی ہو کر ان کی باتیں سننے لگی۔ بڑا پجاری کھرل میں نسواری رنگ کی جڑی بوٹی کو پیس رہا تھا۔

راہب نے اسے کہا:

"پجاری جی! جب یہ بوٹی پس کر بالکل باریک ہو جائے تو اسے مقدس لاما کے قہوے میں ملا دینا۔ یہ ایسا زہر ہے کہ اس کا کوئی ذائقہ نہیں اور انسان کے جسم پر اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اندر ہی اندر انسان کا جسم سارا کٹ جاتا ہے مگر باہر سے جسم بالکل ٹھیک رہتا ہے یوں ہمارے راستے سے لاما ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گا۔ اور کسی کو وہم تک نہیں ہو گا کہ زہر دیا گیا ہے۔ یہ زہر نیند لاتا ہے اور جب آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو جاتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔"

بڑا پجاری خوش ہو کر بولا:

"مجھے اسی قسم کے زہر کی تلاش تھی آج صبح ناشتہ پر لاما کو جو قہوہ پیش کیا جائے گا اس میں یہ زہر شامل ہو گا۔"

راہب بڑی مکاری سے مسکرانے لگا اور بولا:

"جب آپ لاما بن جائیں گے تو مجھے بڑا پجاری بنانا بھولنا نہیں۔"

بڑا پجاری بولا:

"تمہیں کیسے بھلا سکتا ہوں۔ میرے بعد تم ہی بڑے پجاری بنو گے۔ اطمینان رکھو۔"

راہب کہنے لگا:

"اچھا تو پھر میں اب جاتا ہوں۔ کسی کو یہ شبہ بھی نہیں پڑنا چاہیے کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر راہب اٹھا اور باہر نکل گیا۔ ماریا وہیں کھڑی رہی۔ زہریلی بوٹی کو پیس کر باریک کرنے کے بعد بڑے پجاری نے اسے چمڑے کی ایک چھوٹی سی شیشی میں ڈال کر بند کیا اور اپنی الماری کی دراز میں رکھ کر تالہ لگا دیا۔ چابی جیب میں رکھی اور مندر کی طرف چل دیا۔ ماریا نے اس کے جانے

کے بعد الماری میں سے زہر والی بوتل نکالی اور باہر آ گئی۔

صبح کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر طلوع ہوتے سورج کی پہلی گلابی کرنیں دمکنے لگی تھیں۔ ماریا نے غور سے دیکھا۔ شیشی کے اندر زہر کا رنگ نسواری تھا۔ یہ نسواری پاؤڈر سا تھا۔ ماریا کا پہلے یہ خیال تھا۔ کہ وہ اس کو پھینک کر اس کی جگہ کوئی دوسری نسواری مٹی ڈال دے گی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس طرح تو ثبوت ختم ہو جائے گا۔ اس نے دل میں ایک فیصلہ کیا اور زہر کی شیشی واپس الماری میں جا کر رکھ دی۔

اب وہاں سے ماریا سیدھی مقدس لاما کے کمرے میں آ گئی۔ مقدس لاما اٹھ چکا تھا اور کنیزیں اس کے زرد لباس کو بستر پر رکھ رہی تھیں اور اس کے ناشتے کے میز پر پھول سجا رہی تھیں۔ مقدس لاما غسل خانے میں گرم پانی سے نہانے کے بعد باہر نکلا۔ صاف ستھرے پاک صاف کپڑے پہنے اور اگربتیوں اور لوبان کی خوشبوؤں میں خدا کی عبادت کرنے لگا۔ عبادت کرنے کے بعد اس نے ایک ایک کر کے سب کنیزوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور پھر ناشتے کی میز پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے بولا:

"کنیز کیچن سے کہو کہ ہمارے لیے دلیا اور قہوہ لے آئے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کنیزیں سر جھکانے کے بعد باہر نکل گئیں۔ ماریا میز
کے قریب ہی ایک طرف کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔
وہ جانتی تھی کہ الو کا پنجہ ابھی تک لاما کے سرہانے کے
نیچے پڑا ہے اور کنیز کنچن اسے اٹھا لے جانے میں کامیاب
نہیں ہو سکی۔ ماریا خود اسے اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔ اتنے میں
اس نے دیکھا کہ کنیز کنچن اخروٹ کی لکڑی کے ٹرے میں
دلیے کا پیالہ اور قہوے کی کیتلی رکھے بڑے ادب سے
آہستہ آہستہ چلتی آ رہی ہے۔ میز کے پاس آ کر اس نے
اپنے سر کو آہستہ سے جھکایا اور ٹرے میز پر رکھتے ہوئے
بولی: "مقدس لاما حضور کے لیے دلیا اور قہوہ حاضر ہے۔"
لاما کے چہرے پر بڑی پیاری سی مسکراہٹ آ گئی۔ اس
نے کہا:

"کنچن! تم ہماری بہت خدمت کرتی ہو۔ بھگوان تمہیں
اس کا انعام دے گا۔"

کنیز کنچن نے ہاتھ باندھ لیے اور بولی:

"مقدس لاما حضور! مجھے صرف آپ کی خوشی چاہیے۔"

لاما نے کہا:

"ہم تم سے بہت خوش ہیں کنچن اور تمہارے لیے بھگوان
سے ہمیشہ پرارتھنا کرتے رہتے ہیں۔"

مقدس لاما دلیا کھانے لگا۔ دوسری کنیزیں بستر درست کر رہی
تھیں۔ کنیز کنچن کانی آنکھ سے ان کنیزوں کو بھی تک رہی تھی
کیونکہ لاما کے سرہانے کے نیچے الو کا پنجہ تھا۔ اچانک کنیز
کنچن بستر کی طرف مڑی اور بولی:

"تم بے شک چلی جاؤ۔ میں خود مقدس حضور کا بستر
ٹھیک کروں گی۔"

دوسری کنیزیں خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے نکل گئیں۔
ماریا تیزی سے بستر کی طرف گئی اور سرہانے کے نیچے ہاتھ
بڑھا کر الو کا پنجہ اٹھا لیا۔ ماریا کے ہاتھ میں آتے
ہی پنجہ غائب ہو گیا۔ کنیز کنچن کو بالکل پتہ نہ چل سکا۔ وہ
بستر کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے سرہانے کی طرف آ گئی اور
تکیے کو ٹھیک کرنے کے بہانے اٹھایا اور نیچے دیکھا۔ الو کا
پنجہ غائب تھا۔ کنچن کے تو ہوش اڑ گئے۔ پنجہ یہاں سے کون
لے گیا؟ کہیں مقدس لاما کو ان کی سازش کا پتہ تو نہیں چل
گیا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ الو کے پنجے سے زیادہ سے زیادہ
یہی ظاہر ہو سکتا تھا کہ کسی نے اس پر جادو کر کے لاما کے
سرہانے کے نیچے رکھ دیا ہے۔ یہ کبھی پتہ نہیں چل سکتا
تھا کہ یہ پنجہ کنیز کنچن نے وہاں رکھا تھا۔ اس کے باوجود
یہ پنجہ بڑے پجاری کے پاس پہنچانا بہت ضروری تھا۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوال یہ تھا کہ آخر سرہانے کے نیچے سے پنجہ اٹھا کر کون لے گیا ہے؟ کنچن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ سرہانے کو ٹھیک طرح سے رکھ کر مقدس لاما کی طرف بڑھی۔ کیونکہ اس نے مقدس لاما کے قہوہ میں مہلک زہر ملا دیا تھا جسے پی کر لاما کو سو جانا اور پھر سوتے ہی میں مرجانا تھا۔ لاما دلیا کھا کر ریشمی رومال سے اپنے ہونٹ صاف کر رہا تھا۔ اس نے کنچن سے کہا:

"کنچن! آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہی قہوہ پیئو۔"

ماریا نے چونک کر کنچن کی طرف دیکھا۔ کنچن کا تو رنگ ایک دم زرد ہو گیا تھا۔ مقدس لاما کی خواہش کے آگے وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی۔ مقدس لاما نے آج تک اسے کبھی اپنے ساتھ قہوہ پینے کے لیے نہیں کہا۔ کہیں اس کی سازش کا بھانڈا تو نہیں پھوٹ گیا۔ کنیز کنچن کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کرنے لگی۔ ایک بار تو اس کا سر گھوم گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر صرف اسی قدر کہا:

"مقدس لاما حضور! میں یہ گستاخی کیسے کر سکتی ہوں؟"

اس کا خیال تھا کہ شاید اس طرح سے یہ مصیبت ٹل جائے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ قہوے میں بڑا ہی خطرناک زہر ملا ہوا ہے اور اسے پی کر لاما کے ساتھ وہ بھی مرجائے گی۔ مقدس لاما نے مسکرا کر کہا:

"جب ہم نے تمہیں خود دعوت دی ہے تو یہ گستاخی نہیں ہو گی بلکہ تم ہماری خواہش کو پورا کرکے ہماری دعائیں حاصل کرو گی۔"

اب وہ بے بس تھی۔ آگے کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ موت اس کے سر پر منڈلانے لگی تھی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے میز کے قریب آئی اور کیتلی اٹھا کر دو پیالوں میں زہریلا قہوہ انڈیل دیا۔

مقدس لاما نے کہا:

"میرے سامنے بیٹھ جاؤ کنچن! میں آج تم سے بہت خوش ہوں۔ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ قہوہ پیو۔"

اور مقدس لاما نے قہوے کی پیالی اٹھا لی۔ ماریا نہیں چاہتی تھی کہ مقدس لاما قہوے کا گھونٹ بھرے۔ ایک پیالی کنیز کنچن نے بھی اٹھا لی تھی مگر وہ اسے اپنے ہونٹوں تک لے جا کر رک گئی تھی اور مقدس لاما کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ موت سے کیسے چھٹکارا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حاصل کر سکتی ہے؟ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ اس نے اچانک پیالی میز پر رکھ دی اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بولی:

"مقدس لاما! میرا سر چکرانے لگا ہے۔"

اور یہ کہہ کر وہ بہانہ بنا کر دھڑام سے فرش پر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ مقدس لاما نے فوراً میز پر رکھی گھنٹی بجائی۔ کنیزیں دوڑتی ہوئی اندر آ گئیں۔ کینچن تھوڑی سی آنکھ کھول کر دیکھ رہی تھی کہ مقدس لاما نے ابھی قہوہ نہیں پیا تھا اور پیالی ویسے کی ویسی میز پر رکھ دی تھی۔ وہ کینچن کے اچانک بے ہوش ہو جانے سے پریشان تھا اور اٹھ کر اس کے قریب آ گیا تھا۔ کنیز کینچن کو افسوس ہوا کہ لاما بچ گیا اگرچہ اسے اپنی زندگی کے بچ جانے کی خوشی بھی تھی۔ کنیزیں کینچن کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گئیں۔ لاما نے کہا:

"فوراً شاہی حکیم کو بلا کر اسے ہوش میں لاؤ۔ اس کا سر چکرا گیا ہے۔"

جب کمرہ خالی ہو گیا تو مقدس لاما میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور ہاتھ اٹھا کر کنیز کینچن کے لیے دعا مانگنے لگا۔ ماریا اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے فوراً الو کا پنجہ اس کے

سرہانے کے نیچے دوبارا رکھ دیا اور مقدس لاما کے پاس آ گئی۔ مقدس لاما دعا مانگنے کے بعد پیالی اٹھا کر زہریلا قہوہ پینے ہی لگا تھا کہ ماریا نے اس کے ہاتھ سے پیالہ چھین لیا۔

اپنے ہاتھ سے پیالہ ایک دم سے غائب ہوتے دیکھ کر مقدس لاما حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر بولا:

"کیا یہاں کوئی بھٹکی ہوئی روح موجود ہے؟"

کیونکہ وہ عبادت گزار مذہبی آدمی تھا۔ اس لیے اسے معلوم تھا کہ اس قسم کا کام بھٹکی ہوئی روحوں کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اب ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! آپ نے مجھے بھٹکی ہوئی روح کہا مگر میں بھٹکی ہوئی روح نہیں ہوں۔"

لاما نے آہستہ سے پوچھا:

"تو پھر تم کون ہو بیٹی؟ تم نظر کیوں نہیں آتیں پھر؟"

ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کون ہوں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ آپ اتنا ہی سمجھ لیں کہ میں کسی وجہ سے غائب کر دی گئی ہوں اور آپ کو دکھائی نہیں دے سکتی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقدس لاما نے اب سوال کیا کہ تم نے میرا پیالہ کس لیے میرے ہاتھ سے لے لیا ہے؟

ماریا آہستہ سے بولی:

"مقدس لاما! میں نے پیالہ اس لیے لے لیا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔"

مقدس لاما نے پریشان ہو کر ہوا میں اس طرف دیکھا جس طرف سے اسے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ بولا:

"بیٹی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میرے قہوے میں زہر کون ملا سکتا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"زہر آپ کی اسی چہیتی کنیز کنچن نے ملایا ہے۔ اسی لیے وہ بہانہ بنا کر بے ہوش بھی ہو گئی تھی کیونکہ آپ نے اسے اپنے ساتھ قہوہ پینے کی دعوت دے دی تھی اور وہ مرنا نہیں چاہتی تھی چنانچہ مکر کر کے بے ہوش ہو گئی۔"

مقدس لاما نے تعجب سے کہا:

"ہماری کنیز کنچن ایسا کیوں کرنے لگی؟ ہم تو اسے اپنی بچی کی طرح پیار کرتے ہیں۔"

ماریا بولی: "یہاں آپ کے خلاف ایک زبردست

سازش کی گئی ہے اور یہ سازش بڑے پجاری نے کی ہے کنیز کنچن اس میں برابر کی شریک ہے۔ کیونکہ بڑا پجاری آپ کو ہلاک کر کے خود لاما بننا چاہتا ہے اور کنیز کنچن کو محل کی ملکہ بنانا چاہتا ہے۔"

مقدس لاما خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرہ بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا:

"بڑے پجاری نے اس سے پہلے بھی آج رات کو آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے کنچن کی مدد سے آپ کے سرہانے کے نیچے الّو کا ایک پنجہ رکھوا دیا تھا جس پر بڑا خطرناک طلسم کیا گیا تھا۔ مگر میری وجہ سے وہ طلسم بے اثر ہو گیا۔ وہ بے اثر پنجہ ابھی تک آپ کے سرہانے کے نیچے پڑا ہے جس کو اٹھانے کا کنچن کو موقع نہیں مل سکا۔"

اور ماریا نے سرہانے کے نیچے سے الّو کا پنجہ نکال کر مقدس لاما کے میز پر لا کر رکھ دیا۔ الّو کے پنجے کو دیکھ کر مقدس لاما سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے آہ بھر کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری بچی! یہ کیسے ثابت ہو کہ اس قہوے میں زہر ملا دیا گیا ہے؟"

ماریا بولی: "یہ ثابت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

ماریا تیزی سے باہر گئی۔ باہر برآمدے میں ایک مکھی اڑ رہی تھی۔ ماریا نے اس مکھی کو مٹھی میں پکڑا اور مقدس لاما کے پاس آ کر بولی:

"مقدس لاما! میرے ہاتھ میں اس وقت ایک مکھی ہے۔ میں تھوڑا سا زہر اس مکھی کو پلاؤں گی۔ زہر کے اثر سے مکھی ایک دم گہری نیند سو جائے گی اور چند لمحوں کے بعد مر جائے گی یہی اس خطرناک زہر کی تاثیر ہے۔"

اور ماریا نے مکھی کو قہوے کی پیالی کے کنارے پر لے جا کر اس کا منہ قہوے کی سطح کے ساتھ لگا دیا مکھی میٹھا قہوہ پینے لگی۔ پھر ماریا نے مکھی کو میز پر رکھ دیا۔ اب مقدس لاما مکھی کو دیکھ رہا تھا۔ مکھی نے پروں کو حرکت دے کر اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اڑ نہ سکی اور ایک طرف کو جھک کر میز پر گر پڑی۔

ماریا بولی: "اب وہ مر جائے گی مقدس لاما۔"

چند سیکنڈ کے بعد مکھی مر چکی تھی۔ مقدس لاما کی تو جیسے آنکھیں کھل گئی تھیں اس نے کہا:

"میری بچی! میرا دل نہیں مانتا مگر یقین کرنا ہی پڑ رہا ہے کہ مجھے ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے مگر تمہیں اس سازش کا کیسے پتہ چلا؟"

اب ماریا نے مقدس لاما کو اپنے الو کے پنجے میں قید ہونے اور پھر بڑے پجاری کے طلسم کے الٹے اثر کی وجہ سے پنجے سے باہر نکل آنے اور ان لوگوں کی باتیں سننے کے سارے واقعات سنا دیئے۔ مقدس لاما کو بے حد دکھ ہوا کہ جن کو وہ اپنا سمجھ رہا تھا وہی اس کی جان کے دشمن نکلے۔ اس نے ماریا سے پوچھا:

"بیٹی! تم نے میری جان بچائی۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے اور تم کہاں سے آئی ہو؟"

ماریا نے کہا:

"مقدس لاما! میرا نام ماریا ہے۔ میں کہاں سے آئی ہوں؟ یہ بڑی لمبی داستان ہے۔ میں آپ کی جان بچانا چاہتی تھی۔ سو میں نے بچا لی ہے۔ مجھے اس کی خوشی ہے۔ مگر آپ کے دشمن ابھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندہ ہیں اور وہ ایک بار پھر آپ کی جان لینے
کی کوشش کریں گے۔"

مقدس لاما نے کہا:

"میں امن پسند آدمی ہوں۔ اپنے دشمنوں کے خلاف
کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔"

ماریا بولی: "تو کیا آپ ان کے ہاتھوں مر جانا پسند
کریں گے۔؟"

مقدس لاما نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"میری بچی! میں کسی کی جان لینے کی بجائے خود مر جانا
زیادہ پسند کروں گا۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ کمزور دل آدمی ہے مگر چونکہ بے حد
نیک آدمی ہے اس لیے خود کسی کی جان نہیں لے سکتا۔
اس لیے اسے خود ہی اس کی جان بچانے لیے کچھ کرنا پڑے
گا۔ ماریا نے کہا:

"تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے دشمنوں
کو آپ کے راستے سے ہٹا سکوں۔"

مقدس لاما بولا:

"نہیں تمہیں یہ اجازت کبھی بھی نہیں دوں گا کہ
تم ان کو مار ڈالو۔ بھگوان خود ہی ان کو درست

کر دے گا۔"

ماریا نے کہا:

"اگر میں ان کی جان لیے بغیر انہیں آپ کے
راستے سے ہٹا دوں تو آپ کو کوئی اعتراض
تو نہیں ہوگا؟"

مقدس لاما نے کہا:

"نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

دو کنیزیں کمرے میں داخل ہوئیں۔ ایک نے جھک کر
ادب سے کہا:

"مقدس لاما حضور! کنچن کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔"

مقدس لاما خود اٹھ کر دوسرے کمرے میں گیا جہاں
تخت پر کنچن جھوٹ موٹ بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے
کنیزوں سے کہا:

"اسے شاہی حکیم کے پاس پہنچا دو اور میری
طرف سے کہو کہ کنچن کو پھر سے تندرست کر دے۔"

یہ کہہ کر مقدس لاما خاموش قدم اٹھاتا واپس اپنے
کمرے میں آ گیا۔ اس نے زہریلا قہوہ پھنکوا دیا اور الو کا
پنجہ آتش دان کی آگ میں ڈال دیا۔ اس نے ماریا کو آہستہ
سے آواز دی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری بیٹی ماریا! کیا میرے کمرے میں ہی ہو؟"

ماریا نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اب مقدس لاما سے مزید گفتگو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب سب کچھ اسے خود ہی کرنا تھا۔ ماریا مقدس لاما کے کمرے سے نکل کر اس کنیز کے پاس آگئی جو "بے ہوش" کنچن کو اٹھا کر شاہی حکیم کے مکان کی طرف لے جانے کے لیے شاہی محل کی لکڑی کی سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ کنیز کنچن تو ہوش میں تھی۔ اس نے تو بے ہوشی کا سوانگ رچایا ہوا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ موت کے منہ سے بچ نکلی ہے تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور بولی:

"تم مجھے کہاں لیے جا رہی ہو؟"

کنیز نے اسے نیچے اتار دیا اور ایک کنیز نے کہا:

"کنچن بہن! تم اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں۔ مقدس لاما کے حکم سے ہم تمہیں شاہی حکیم کے پاس لے جا رہی ہیں۔"

کنچن بولی: "اب اس کی ضرورت نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں تم واپس چلی جاؤ۔"

کنیزیں واپس چلی گئیں۔ کنیز کنچن وہاں سے سیدھی بڑے پجاری کے مکان پر پہنچی اور اسے سارا واقعہ سنا دیا۔ بڑا پجاری

پریشانی سے ٹہلنے لگا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے بولا: "تم نے میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ اب سب کچھ مجھے خود ہی کرنا ہو گا۔ آج دوپہر کو مقدس لاما کو جو کھانا دیا جائے گا اس میں میں خود یہ زہر ملا دوں گا۔ آج مقدس لاما کا معاملہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا چاہیے۔ اب تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"

کنچن خاموشی سے چلی گئی۔ ماریا وہاں موجود یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ بڑا پجاری بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ ماریا جانتی تھی کہ زہر والی شیشی کہاں رکھی ہے۔ اس نے الماری میں سے شیشی نکال لی۔ بڑے پجاری نے کچھ دیر اِدھر اُدھر ٹہلنے کے بعد الماری میں سے زہر کی شیشی نکالنی چاہی تو وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ زہر والی شیشی غائب تھی۔ اس نے اسے بہت تلاش کیا مگر اسے کہیں نہ مل سکی۔ شیشی تو ماریا کے ہاتھ میں تھی اور پجاری نہ ماریا کو دیکھ سکتا تھا نہ زہر کی شیشی کو۔ پجاری گھبرایا ہوا مکان سے نکلا اور اس راہب کے پاس آ گیا جس نے اسے زہر تیار کر کے دیا تھا۔ جب راہب کو پتہ چلا کہ زہر الماری سے غائب ہو گیا ہے تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا:

"کسی کو ضرور ہماری سازش کا علم ہو گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پجاری بولا: "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ سوائے کنچن کے اور کسی کو اس سازش علم نہیں ہے۔"

راہب نے کہا:

"تو ضرور اسی نے یہ زہر چرایا ہے۔ وہ مقدس لاما کے ساتھ مل گئی ہے اور اب ہم دونوں کی زندگی خطرے میں ہے۔"

پجاری یہ سن کر بوکھلا گیا۔ بولا:

"میں ابھی جا کر کنچن کا کام تمام کرتا ہوں۔ وہ غدار ثابت ہوئی ہے۔"

بڑے پجاری نے ایک چاقو اپنے لمبے لبادے میں چھپایا اور کنچن کے مکان کی طرف چلا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ کنچن کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جب بڑا پجاری کے مکان میں پہنچا تو وہ بھگوان کے بت کے سامنے بیٹھی اپنے گناہوں سے توبہ کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

"بھگوان! مجھے معاف کر دو۔ میرے دل میں گناہ نے اپنا ڈیرا کر لیا تھا۔ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوں اور اب مقدس لاما کی جان لینے کی کبھی گھناؤنی کوشش نہیں کروں گی۔"

اب تو بڑے پجاری کو بالکل یقین ہو گیا کہ کنچن نے

ان کے ساتھ غداری کی ہے اور وہ مقدس لاما کے ساتھ مل گئی ہے۔ اس نے چلا کر کہا:

"کنچن! تم میرے انتقام سے نہیں بچ سکتیں۔"

اور چاقو لہراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ کنچن چیخ مار کر ایک طرف ہو گئی۔ بڑے پجاری نے اسے گردن سے دبوچ لیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی گردن پر چاقو مارے کہ ماریا نے اس کے بازو پر زور سے ہاتھ مارا۔ چاقو اس کے ہاتھ سے کس نے اچھال دیا۔ کنچن اس کے شکنجے میں تھر تھر کانپ رہی تھی اور رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ اب ماریا نے بھاری آواز نکال کر کہا:

"تم شیطان ہو۔ تم نے مقدس لاما کو ہلاک کرنے کی سازش کی اور اب کنچن کو موت کے گھاٹ اتارنے والے تھے۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔"

بڑا پجاری خوف سے کانپنے لگا۔ ماریا نے شیطان پجاری کی گردن اپنے بازو میں لے کر اس کا منہ ایک ہاتھ سے کھول دیا۔ ماریا کی طاقت کے آگے پجاری بے بس تھا۔ ماریا نے زہر کی شیشی میں سے آدھا زہر اس کے حلق میں گرا دیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ پجاری کھانستا ہوا فرش پر گرا اور گہری نیند میں کھو گیا۔ کنچن پر بھی خوف طاری تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"میں ہمالیہ کی مقدس روح ہوں۔ تم نے چونکہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے اس لیے تمہیں کچھ نہیں کہوں گی"۔

کنچن تو سجدے میں گر گئی اور روتے ہوئے بولی:

"مقدس ہمالیہ کی روح! میں توبہ کرتی ہوں۔ اب کبھی بُرائی کا خیال دل میں نہیں لاؤں گی۔ مجھے معاف کر دو"۔

ماریا نے کہا:

"میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے مگر یاد رکھو اگر پھر تم نے مقدس لاما کے خلاف کوئی سازش کرنے کا سوچا تو میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے اتر کر فوراً یہاں آ کر تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔

کنچن نے ہاتھ باندھ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا:

"میں اب ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی مقدس روح! میں ساری زندگی مقدس لاما کی وفادار کنیز بن کر رہوں گی"۔

ماریا نے کہا:

"اس شیطان پجاری کو اپنے گناہوں کی سزا مل گئی

ہے جو کسی کے لیے گڑھا کھودتا ہے قدرت اس کے لیے کنواں کھود کر تیار رکھتی ہے۔ میں اسے لے جا رہی ہوں"۔

ماریا نے پجاری کو جھک کر دیکھا۔ وہ مر چکا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔ کنچن کی آنکھوں کے سامنے پجاری کی لاش غائب ہو گئی۔ وہ ایک بار پھر "ہمالیہ کی مقدس روح" کہتی ہوئی سجدے میں گر پڑی۔

ماریا نے بڑے پجاری کی لاش کو ایک پہاڑی پر لے جا کر برف کے گڑھے میں پھینک کر اوپر برف ڈال دی۔ اب اسے اس شیطان راہب کی خبر لینی تھی جس نے یہ زہر تیار کیا تھا۔ وہ تیزی سے فضا میں اڑتی ہوئی شیطان راہب کے کمرے میں آ گئی۔ راہب گھبرایا ہوا ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اسے بڑے پجاری کا انتظار تھا کہ ابھی آ کر اسے بتائے گا کہ میں نے غدار کنچن کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ماریا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ راہب نے گھڑے میں سے پانی نکال کر پیالے میں ڈالا۔ ماریا نے شیشی کا باقی زہر اس کے پیالے میں گرا دیا۔ زہر اس طرح گرا کہ راہب کو نظر نہ آ سکا۔ اس نے غٹا غٹ پانی پی لیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی مرا پڑا تھا۔ یوں ایک ایسا خونی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسان دشمن انسان اپنے انجام کو پہنچا جو قدرت کی بنائی ہوئی
شفا بخش جڑی بوٹیوں کو انسانوں کو ہلاک کرنے کے لیے استعمال
میں لاتا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر ماریا سیدھا مقدس
لاما کے پاس آئی اور اسے بتایا کہ اس کے دشمن ختم ہو
گئے ہیں۔

"لیکن کنچن نے برائی سے توبہ کر لی ہے مقدس لاما!
اور جو سچے دل سے برائی سے توبہ کر لیتا ہے
خدا اسے معاف کر کے اس کے دل کو پھر سے
معصوم بنا دیتا ہے۔"

مقدس لاما نے کہا:

"میری بچی! میں تمھیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن میں
نہیں چاہتا تھا کہ میرے دشمن ہلاک ہوں۔"

ماریا بولی: "دشمن آخر دشمن ہوتا ہے اور اس
سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ اب میں
جاتی ہوں۔"

مقدس لاما نے کہا:

"بیٹی! تم کہاں جاؤ گی؟"

ماریا کہنے لگی:

"میرے بہن بھائی مجھ سے بچھڑ گئے ہیں۔ میں ان

کی تلاش میں جا رہی ہوں۔"

مقدس لاما بولا:

"بھگوان تمھیں تمھارے بہن بھائیوں سے ملادے میں
تمھارے لیے دعا کروں گا۔"

ماریا نے مقدس لاما کی نیک تمناؤں کا شکریہ ادا کیا اور
اس کے کمرے سے نکل کر کنچن کے کمرے میں آئی تو اس
نے دیکھا کہ وہ بھگوان کی مورتی کے آگے آنکھیں بند کیے
بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ ماریا خاموشی سے وہاں سے باہر
چلی گئی۔ اب اس نے دیکھا کہ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں دھوپ چمک
رہی تھی اور چوٹیوں پر برف جھلملا رہی تھی۔ ماریا نے ایک
گہرا سانس لیا۔ اس نے پہلی بار اپنے دوستوں کی خوشبو لینے
کی کوشش کی مگر اسے عنبر ناگ کیٹی اور تھیوسانگ میں سے
کسی کی خوشبو نہ آئی۔ اس نے فضا میں بلند ہو کر ایک غوطہ لگایا
اور ہمالیہ پہاڑ کی ڈھلان کی جانب اڑنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال
تھا کہ ہو سکتا ہے نیچے ہندوستان کے کسی شہر میں اس کی ملاقات
عنبر ناگ کیٹی یا تھیوسانگ سے ہو جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طلسمی کالی بھیڑ

ماریا اڑی چلی جا رہی تھی۔
اچانک اس کی نظر ہمالیہ کی سب سے خوبصورت اور
چوٹی کیلاش پربت پر پڑی۔ اس پہاڑی کی ڈھلان پر ایک
کیلاش مندر تھا۔ ماریا کو پرانے دن یاد آ گئے۔ کبھی وہ عنبر
کے ساتھ ناگ کو لے کر اس مندر میں آئی تھی۔ ناگ
جسم دو ٹکڑے ہو کر ایک صندوقچی میں بند تھا۔ اور یہاں ا
نے کیلاش مندر کے حوض میں ناگ کے جسم والی صندوقچی
چھ ماہ کے لیے ڈال دیا تھا۔ اتنی دیر وہ عنبر کے سا
اسی مندر میں رہی تھی۔ پھر چھ ماہ کے بعد جس دن نا
نے ٹھیک ہو کر صندوقچی سے باہر نکلنا تھا عین اس روز
بھیانک زلزلہ آ گیا۔ حوض ٹوٹ پھوٹ گیا اور ناگ پانی
بہاؤ کے ساتھ نیچے وادی کی طرف چلا گیا تھا۔
ماریا نے نیچے جھک کر پرواز شروع کر دی۔ اس
خاموشی سے کیلاش مندر کے اردگرد ایک چکر لگایا اور

نیچے اتر آئی۔ کیلاش مندر کو پھر سے ٹھیک ٹھاک کر دیا گیا تھا۔ پانی کے حوض کی بھی مرمت ہو گئی تھی۔ چونکہ یہ مندر اوپر پہاڑی پر تھا اس لیے یہاں مہینے میں ایک بار ہی نیچے سے لوگ پوجا وغیرہ کرنے آتے تھے۔ باقی دن مندر میں خاموشی رہتی تھی۔ یہاں ایک پروہت مندر کا سارا کام چلاتا تھا۔ مندر کی دیوداسیاں بھی اس کا حکم بجا لاتی تھیں۔ ماریا نے دیکھا کہ مندر کا صحن خالی تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اس جگہ کچھ دیر ٹھہر کر ناگ عنبر کا انتظار کرنا چاہیے ہو سکتا ہے وہ ادھر آ نکلیں۔ چنانچہ ماریا مندر کے صحن میں اتر آئی۔ وہ مندر کے بند دروازے میں سے اندر چلی گئی۔ مندر کا بہت بڑا ہال کمرہ مورتیوں اور دیوی دیوتاؤں کے مجسموں سے آراستہ تھا۔ درمیان میں گڑھے میں آگ جل رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سردی نہیں تھی۔ آگ کے الاؤ کے پیچھے ایک چبوترے پر دیوتا کا بڑا بت کھڑا تھا جس کی آنکھوں میں دو ہیرے چمک رہے تھے۔ ایک پجاری وہاں بیٹھا آہستہ آہستہ بھجن پڑھ رہا تھا۔

دو چار دیوداسیاں سلگتے ہوئے لوبان لیے مندر میں ادھر ادھر چل پھر رہی تھیں۔ ماریا مندر سے باہر آ گئی۔ حوض کے کنارے بھی ایک جانب کوٹھڑی بنی ہوئی تھی۔ چونکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر سخت سردی تھی اس لیے وہ کوٹھڑی خالی پڑی تھی
ماریا تو سردی گرمی سے بے نیاز تھی۔ اس نے سوچا ک
چند روز اس کوٹھڑی میں بسر کرنے چاہئیں۔ ممکن ہے عنبر،
تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کوئی ادھر آ جائے۔

○

اب ہم ماریا کو یہاں کیلاش مندر میں چھوڑ کر واپس جاتے ہیں
ہم نے عنبر، کیٹی اور تھیوسانگ کو جنوبی ہند کے ایک
جنگل میں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ ناگ ننھے سے سا
کی شکل میں ایک ڈبیا میں بند عنبر کی جیب میں تھا ا
وہ لوگ خچروں پر سوار ناگ کے علاج کے لیے کیلاش مند
کی پہاڑیوں کی طرف جا رہے تھے۔ ناگ پر راجہ بھیروں ک
طلسم کا اثر تھا جس کی وجہ سے اس کی یادداشت گم ہو
چکی تھی اور وہ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ کو بالکل نہیں پہچانتا
تھا اور ان پر حملہ کر کے انہیں ڈسنے کی کوشش کرتا تھا
تھیوسانگ نے اسے اپنی انگلی سے چھو کر چھوٹا کر کے ڈبیا
میں بند کر دیا تھا اور اب اس خیال سے کیلاش مندر کی
طرف چلے جا رہے تھے کہ ہو سکتا ہے کیلاش مندر کے مقدس
حوض کے پانی میں نہلانے سے ناگ پر سے راجہ بھیروں

کے طلسم کا اثر ختم ہو جائے۔

انہیں دشوار گزار جنگلوں میں اپنا سفر شروع کیے ایک مہینہ گزر گیا تھا۔ عنبر، تھیوسانگ اور کیٹی خچروں پر سوار جنگل کے گھنے درختوں میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے راجہ بھیروں کا ایک طلسم بھی لگا ہوا تھا۔ یہ طلسم کیا تھا؟ یہ ہم آپ کو بعد میں بتائیں گے پہلے آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ جب راجہ بھیروں کی اپنی زیر زمین بستی تباہ و برباد ہو گئی تو اس بستی میں پھیلا ہوا بھیروں کا طلسم بھی جل کر بھسم ہو گیا۔ اس کی ساری بدروحیں بھی واپس جہنم کو سدھار گئیں۔ راجہ بھیروں خود شدید زخمی حالت میں مٹی کے نیچے دبا ہوا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ تباہی اس کے دشمن تھیوسانگ کی لائی ہوئی ہے۔ اسے مرتے مرتے ایک بدروح نے تھیوسانگ کے بارے میں بتا دیا تھا۔ راجہ بھیروں خود مر رہا تھا مگر اس کے پاس صرف ایک ہی طلسم باقی رہ گیا تھا جو اس کی موت کے بعد اس کے جسم میں سے نکل جانے والا تھا۔ راجہ بھیروں نے اپنی پوری طاقت سے کام لے کر اپنے اس آخری طلسم کو حرکت دی اور لڑکھڑاتی، ڈوبتی آواز میں کچھ کالے علم کے منتر پڑھ کر اپنے زخمی اور مٹی کے نیچے دبے ہوئے جسم پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھونک ماری۔ اس کے سینے میں ایک سوراخ بن گیا اور اس سوراخ میں سے ایک کالی بھیڑ نکل کر اس کے چہرے پر آکر بیٹھ گئی۔ راجہ بھیروں بالکل آخری سانس لے رہا تھا اس کے حلق سے اب آواز نہیں نکل سکتی تھی۔ اس نے اپنے خیال کو ایک جگہ جمع کر کے پوری توجہ سے کالی بھیڑ کو دیکھا اور خیال کی زبان میں کہا:

"تھیوسانگ سے میرا بدلہ لو۔ اس کی طاقت ختم کر دو۔"

یہ کہہ کر راجہ بھیروں کے جسم سے اس کی روح نکل گئی۔ اس کا جسم مردہ ہو گیا۔ طلسمی کالی بھیڑ نے اس کی بات سن لی تھی۔ وہ مٹی کے اندر سوراخ کر کے باہر نکلی اور تھیوسانگ کی تلاش میں اڑ گئی۔ طلسم کی وجہ سے اسے تھیوسانگ کی فضا میں سے ہلکی ہلکی بُو آ رہی تھی۔ کالی بھیڑ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے تھیوسانگ کی کھوج میں جنگل کی طرف اڑنے لگی۔ اڑتے اڑتے آخر کالی بھیڑ جنگل کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں اس نے دو آدمیوں اور ایک عورت کو خچروں پر سفر کرتے دیکھا۔ ان میں سے ایک مرد ایسا تھا جس کے جسم سے اسے تھیوسانگ کی خوشبو آ رہی تھی۔

یہ کالی بھیڑ وہ طلسم تھا جسے راجہ بھیروں نے مرتے

وقت تھیوسانگ کے پیچھے لگا دیا تھا۔ عنبر اور تھیوسانگ باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ کیٹی ان کے آگے آگے تھی۔ کالی بھیڑ تھیوسانگ کے سر کے اوپر آکر منڈلانے لگی۔ طلسمی بھیڑ کو اس کا شکار مل گیا تھا۔ عنبر نے کالی بھیڑ کو تھیوسانگ کے اوپر —— چکر لگاتے دیکھا تو کوئی خیال نہ کیا۔ جنگل میں بھیڑیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ وہ بڑے مزے سے ماریا اور ناگ کی باتیں کرتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک کالی بھیڑ تھیوسانگ کی گردن پر بیٹھی اور اسے کاٹ دیا۔ تھیوسانگ نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا:

"کسی بھیڑ نے کاٹ لیا ہے۔"

عنبر نے ہاتھ مارا تو بھیڑ اڑ کر کیٹی کی طرف گئی۔ کالی بھیڑ نے اپنا کام کر لیا تھا اور اب وہ واپس جا رہی تھی مگر کیٹی نے اس پر زور سے ہاتھ مارا۔ کالی بھیڑ نیچے کو گری۔

کیٹی نے غصے سے کہا:

"تو نے میرے بھائی کو کیوں کاٹا؟"

کالی بھیڑ کو بھی غصہ آ گیا۔ وہ زمین پر سے اٹھی اور اچھل کر کیٹی کی گردن پر گری اور اسے بھی کاٹ دیا۔ کیٹی نے ——— زور سے اپنی گردن پر ہاتھ مار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کالی بھیڑ کو مسل ڈالا۔ ابھی کالی بھیڑ اس کے ہاتھ ہی میں تھی کہ کیا دیکھتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ غائب ہو رہی ہے۔ اس نے چلّا کر عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! یہ کالی بھیڑ کو دیکھو۔ یہ تو غائب ہو رہی ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ خچر روک کر کالی بھیڑ کو تکنے لگے کالی بھیڑ جو مرچکی تھی آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔

عنبر نے تشویش سے کہا:

"یہ مجھے کوئی طلسم لگتا ہے۔"

تھیوسانگ قہقہہ لگا کر ہنسا:

"تمھیں تو ہر طرف اب طلسم ہی نظر آتا ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"عنبر کا خیال ٹھیک ہے تھیوسانگ! دیکھو تو کالی بھیڑ غائب ہو گئی ہے۔ اگر یہ طلسمی بھیڑ نہ ہوتی تو غائب کیوں ہو جاتی؟"

تھیوسانگ بولا: "ہو سکتا ہے یہ ہمارا وہم ہو۔ اصل میں وہ اڑ گئی ہو مگر ہمیں غائب ہوتی محسوس ہوئی ہو۔"

عنبر کسی گہری سوچ میں تھا۔ اس نے تھیوسانگ اور

کیٹی کی گردنوں پر وہ سیاہ نشان دیکھا جہاں کالی بھیڑ نے کاٹا تھا۔

کیٹی نے کہا:

"عنبر! مجھے گردن میں گرمی محسوس ہونے لگی ہے۔"

تھیوسانگ نے کچھ نہ کہا۔

عنبر نے اس سے بھی پوچھا تو بولا:

"ہاں: گردن کچھ گرم سی لگنے لگی ہے۔"

کیٹی اور عنبر کچھ فکر مند تھے مگر تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا اور سفر جاری رکھا۔ سفر کرتے کرتے انھیں جنگل میں رات ہو گئی تو وہ ایک چشمے کے کنارے ڈیرا ڈال کر بیٹھ گئے۔ کیوں کہ رات کی تاریکی میں سفر مشکل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد کیٹی اور تھیوسانگ کو گردن میں گرمی محسوس نہ ہوئی۔ چنانچہ کیٹی بھی بے فکر ہو گئی۔ مگر عنبر کے دل میں برابر کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کالی بھیڑ کو گم ہوتے دیکھا تھا۔ اسے وہم ہونے لگا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ طلسم راجہ بھیروں جادوگر کا چھوڑا ہوا ہو۔

رات ادھر ادھر کی باتوں میں گذر گئی۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ رات کے پچھلے پہر تھیوسانگ اور کیٹی، دونوں کو نیند آ گئی۔ اس سے پہلے انھیں اس طرح کبھی نیند نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آئی تھی۔ عنبر دوسری طرف منہ کئے گھاس پر لیٹا ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ناگ ڈبیا میں بند اس کی جیب میں پڑا تھا۔ اچانک اسے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔ عنبر نے پہلے تو کوئی خیال نہ کیا۔ مگر جب یہ آواز بار بار اسے سنائی دی تو اس نے پلٹ کر دوسری طرف دیکھا۔ وہاں نہ کیٹی تھی اور نہ تھیوسانگ ۔ عنبر جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے سوچا شاید وہ جنگل میں پھل وغیرہ تلاش کرنے گئے ہوں گے مگر یہ باریک آواز کس کی تھی؟ اب دن کی روشنی ہو گئی تھی۔ عنبر کو وہی باریک آواز پھر سنائی دی۔ اب اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے کرتے کو کھینچ رہا ہے۔ عنبر نے چونک کر دیکھا کہ تھیوسانگ بالکل چھوٹے قد میں تبدیل ہو گیا ہوا تھا اور اس کے ٹخنے کے قریب گھاس میں کھڑا عنبر کے کرتے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔

عنبر تو دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے تھیوسانگ کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا لیا اور پریشانی سے پوچھا:

"تھیوسانگ! تم اپنی مرضی سے چھوٹے ہوئے ہو کیا؟"

تھیوسانگ نے چلا کر باریک آواز میں کہا:

"عنبر نہیں! میں اپنی مرضی سے چھوٹا نہیں ہوا۔ یہ

اس طلسمی بھیڑ کے ڈنک کا اثر ہے۔ اس طلسم کی وجہ سے چھوٹا ہو گیا ہوں۔ میں نے کئی بار اپنی انگلی اپنے جسم سے لگائی ہے مگر میں بڑا ہونے میں ناکام رہا ہوں۔"

عنبر نے گھبرا کر پوچھا:

"اور ۔۔ اور کیٹی کہاں ہے؟"

تھیوسانگ بولا: "مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ شاید اس کا بھی یہی انجام ہوا ہو گا۔ کیوں کہ طلسمی بھیڑ نے اسے بھی کاٹا تھا۔"

عنبر نے تھیوسانگ کو ہتھیلی پر رکھا اور کیٹی کو جنگل میں ڈھونڈنے لگا۔ اس نے جگہ جگہ کیٹی کو دیکھا۔ اسے کئی آوازیں بھی دیں۔ مگر وہ کہیں نہ ملی۔ اس کا خچر ویسے ہی درخت سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے تھیوسانگ کو اپنے منہ کے قریب لا کر کہا:

"تھیوسانگ! کیٹی غائب ہے۔ کہیں نہیں مل رہی کہیں کالی بھیڑ کے طلسم نے اسے غائب تو نہیں کر دیا؟"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مجھے یقین ہے یہ ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بستی والے راجہ بھیروں کا کام ہے۔ اس نے جادو
کی کالی بھیڑ ہمارے پیچھے بھیجی ہو گی۔"

عنبر ناامید سا ہو کر بیٹھ گیا۔ ابھی ناگ کا مسئلہ حل نہیں
ہوا تھا کہ کیٹی اور تھیوسانگ کے مسئلے کھڑے ہو گئے
اس نے کہا:

"تھیوسانگ! ایک بار اپنے جسم سے اپنی انگلی
لگاؤ اور پوری توجہ سے اپنے آپ کو بڑا کرنے
کی کوشش کرو۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"میں کئی بار ایسا کر چکا ہوں عنبر! مگر میری طاقت
لگتا ہے مجھ سے چھن گئی ہے۔ تم کہتے ہو تو
ایک بار پھر کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔"

اور تھیوسانگ نے پوری توجہ کے ساتھ اپنی انگلی اپنی
گردن سے لگائی۔ مگر وہ بڑا نہ ہو سکا اور چھوٹے کا چھوٹا
ہی رہا۔

"دیکھا تم نے۔ کوئی اثر نہیں ہوا۔ مگر میں کیٹی
کے بارے میں بہت پریشان ہوں۔ نہ جانے وہ
کہاں ہو گی۔ کس حال میں ہو گی۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

تھیوسانگ بولا: "یہاں بیٹھ کر کچھ دیر انتظار کرو
ہو سکتا ہے کیٹی جہاں بھی ہے کسی نہ کسی طرح
یہاں پہنچنے کی کوشش کرے۔"

عنبر کہنے لگا:

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

عنبر وہیں بیٹھا رہا۔ دن ڈھلتا چلا گیا۔ وہ تھیوسانگ کے
ساتھ تھوڑی تھوڑی دیر بعد مشورہ کر لیتا تھا۔ تھیوسانگ
اس کی ہتھیلی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کیٹی ابھی تک نہیں آئی تھی۔
جب دوپہر بھی ڈھل گئی تو عنبر نے تھیوسانگ سے مشورہ
کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔
"کیونکہ کیٹی کے آنے کی اب کوئی امید نہیں
ہے۔" تھیوسانگ نے کہا:

"میرا خیال ہے عنبر بھائی اب ہمیں کیلاش مندر
کے حوض پر ہی پہنچنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اس
کے پانی سے ناگ کے ساتھ ساتھ میرا علاج
بھی ہو جائے اور مجھ پر طلسم ہے وہ بے اثر
ہو جائے۔"

عنبر نے تھیوسانگ کا مشورہ قبول کر لیا اور وہاں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھ کر خچر پر بیٹھا۔ دونوں خچروں کو ساتھ لگایا اور کیلا
مندر کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی دس دن کا
سفر باقی تھا۔ اب پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ ہمالی
کی برف پوش چوٹیاں سامنے دکھائی دے رہی تھیں۔ ا
خچر راستے میں کہیں بھاگ گیا تھا۔ دوسرا خچر عنبر کے خ
کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ شاید یہ دونوں خچر بھی ایک
دوسرے کے دوست تھے جو ایک دوسرے کا ساتھ نہیں
چھوڑنا چاہتے تھے۔ آخر ایک دن عنبر ناگ اور تھیوسانگ
کو لے کر کیلاش مندر کی وادی میں پہنچ گیا۔ کیلاش
کچھ فاصلے پر پہاڑ کی ڈھلان پر صاف دکھائی دے
تھا۔ ناگ ایک چھوٹے سے دشمن سانپ کی شکل میں عنبر
کی جیب میں تھا اور تھیوسانگ چھوٹے سے بونے کی
شکل میں عنبر کی گردن پر بیٹھا تھا۔ کیٹی غائب تھی اور ا
تک کہیں نظر نہ آئی تھی۔

عنبر عجیب پریشانی میں مبتلا تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ کے
ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کر
رہا تھا۔ وادی میں آنے کے بعد اس نے کیلاش م
کی چڑھائی شروع کر دی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد
تھیوسانگ نے اپنی باریک آواز میں چیخ کر کہا:

"عنبر! عنبر! مجھے ماریا کی خوشبو آ رہی ہے"

عنبر نے زور سے سانس لیا۔ واقعی ماریا کی دھیمی دھیمی
خوشبو آ رہی تھی۔ اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ اس
نے بازو لہرا کر کہا:

"ہاں تھیوسانگ! یہ ماریا کی خوشبو ہے۔ وہ یقیناً
اوپر موجود ہے۔"

اور عنبر نے خچر کو تیز چلانا شروع کر دیا۔

کیلاش مندر میں حوض کے کنارے ماریا اپنی اکیلی
کوٹھڑی میں اداس بیٹھی تھی۔ اب وہ وہاں سے کسی دوسری
طرف جانے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ کیونکہ اسے کیلاش مندر
میں آئے اتنے دن ہو گئے تھے مگر عنبر ناگ کیٹی اور
تھیوسانگ میں سے اسے کوئی بھی نہیں ملا تھا۔ اچانک
وہ چونکی۔ اس نے فضا میں زور زور سے سانس لیا۔ اس
کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ ہوا میں عنبر اور تھیوسانگ
کی دھیمی دھیمی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ ماریا چھلانگ لگا کر کوٹھڑی
سے باہر آ گئی اور اچھل کر فضا میں بلند ہوئی اور فضا میں
غوطہ لگا کر نیچے کی طرف گئی۔ خوشبو نیچے پہاڑی ڈھلان کی
طرف سے آ رہی تھی۔

ماریا نے بڑی تیزی سے نیچے کی طرف غوطہ لگایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک جگہ اسے دو خچر آتے نظر آئے۔ اس نے عنبر کو
لیا جو ایک خچر پر بیٹھا تھا۔ دوسرا خچر خالی تھا۔ ماریا
ہوئی کہ اگر تھیوسانگ ساتھ نہیں ہے تو اس کی خوشبو
سے آ رہی ہے؟ ماریا تیز تیز اڑتی عنبر کے پاس آ گ
عنبر نے خوشی سے چلا کر کہا:

"ماریا! یہ تم ہو نا؟"

"ہاں عنبر بھیا! میں ہوں ماریا۔ مگر تھیوسانگ کہاں
مجھے اس کی خوشبو آ رہی ہے مگر وہ تمہارے ساتھ
نظر نہیں آ رہا۔"

عنبر نے اپنی گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"تھیوسانگ ننھے بونے کی شکل میں میری گردن پر
بیٹھا ہے۔"

تھیوسانگ اپنی باریک آواز میں چیخ چیخ کر ماریا کو خوش
کہہ رہا تھا۔

ماریا نے کہا:

"یہ بڑا کیوں نہیں ہوتا عنبر بھیا! یہ تو خود انگلی
چھو کر بڑا ہو سکتا ہے۔"

اب عنبر نے ماریا کو ساری کہانی سنا ڈالی۔ ماریا کو
کے جادو کے اثر سے چھوٹا بونے اور کیٹی کے گم ہو

کا بے حد افسوس ہوا۔ اس نے ناگ کے بارے میں
پوچھا تو عنبر نے جیب سے ڈبیا نکال کر کھول دی۔

"یہ دیکھو ناگ یہاں بیٹھا ہے۔"

اور پھر عنبر نے ناگ کے بارے میں بھی ماریا کو
سب کچھ بتا دیا۔

ماریا بولی: "میں تو یہ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں
کہ تم لوگوں پر یہ کیا مصیبت آن پڑی ہے۔
غضب خدا کا۔ ناگ تو ہمارا دشمن بن چکا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تمہارے سامنے میں نے اس کی طرف انگلی بڑھائی
تھی اور اس نے مجھے ڈس دیا ہے۔ اسی لیے
تھیوسانگ نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔"

ماریا نے تھیوسانگ سے کہا:

"تھیوسانگ بھیا۔ کیا تم ناگ کو انگلی سے چھو کر
بڑا کر سکتے ہو؟ یہ تجربہ کر کے دیکھو۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا:

"مجھے امید نہیں کہ اس سے کوئی فائدہ ہو گا۔
کیونکہ راجہ بھیرول کے طلسم نے میری طاقت کو
معطل کر دیا ہوا ہے۔ لیکن میں تمہارے لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش کر کے دیکھ لیتا ہوں۔"

تھیوسانگ کو عنبر نے ڈبیا کے بالکل کنارے
پاس بٹھا دیا۔ ناگ اور تھیوسانگ دونوں ہی چھوٹے
تھے۔ تھیوسانگ نے چھوٹے سے باریک ناگ سا
کے جسم کو اپنی بہت ہی ننھی سی انگلی لگائی تو سا
نے اس کی انگلی پر ڈس دیا۔ سانپ کے ڈسنے
تھیوسانگ تڑپ کر پیچھے گرا۔

عنبر نے گھبرا کر اسے اٹھا لیا۔

ماریا پریشان ہو کر بولی:

"میرے خدا! ناگ نے تو اسے ڈس دیا ہے۔ اس
نے اسے بالکل ہی نہیں پہچانا۔"

عنبر بولا: "جب سے یہ راجہ بھیروں کی بستی سے
نکلا ہے اس کا یہی عالم ہے۔ کسی کو نہیں پہچانتا۔
یہ ہم سب کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔"

ماریا نے ناگ کے قریب جھک کر آواز دی:

"ناگ بھیا! میں ماریا ہوں۔ کیا تم مجھے بھی نہیں
پہچانتے؟"

ناگ سانپ کے چھوٹے سے منہ سے پھنکار کی آ
نکلی جیسے وہ سخت غصے میں ہو۔ ماریا نے سانپ

زبان میں ناگ سے بات کی تو وہ بھی سانپ کی زبان میں
سخت غصیلی آواز میں بولا:

"میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ مجھے صرف اتنا معلوم
ہے کہ تم میرے دشمن ہو۔ میں تم میں سے کسی
کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ جادو طلسم کی وجہ سے
تم پر میرے زہر کا اثر نہیں ہو رہا اور تم نے
مجھے چھوٹا سا بنا دیا ہے تو کیا ہوا۔ جونہی مجھے
موقع ملا میں تم سب کو ڈس کر ہلاک کر ڈالوں گا۔"

ماریا نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! ناگ تو وہ ناگ نہیں ہے۔"

تھیوسانگ عنبر کی ہتھیلی میں تھا۔ اس نے زور زور سے
بلانا شروع کیا:

"عنبر! عنبر! مجھے زمین پر رکھ دو۔ زمین پر
رکھ دو۔"

عنبر نے جلدی سے تھیوسانگ کو زمین پر رکھ دیا۔ ماریا
اور عنبر اسے جھک کر غور سے دیکھنے لگے۔

عنبر نے پوچھا:

"تھیوسانگ! کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟"

تھیوسانگ نے بلند آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ کے ڈسنے سے میرے اندر تبدیلی آ رہی ہے
لگتا ہے مجھے میری طاقت واپس مل گئی ہے۔ تم
پیچھے ہٹ جاؤ"۔
عنبر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہٹتے ہی کڑ
کی آواز پیدا ہوئی اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھیوسانگ
سے اپنے پورے قد کاٹھ میں بڑا ہو چکا تھا۔
"خدا کا شکر ہے تھیوسانگ کہ تمہارا طلسم ٹوٹا" عنبر
مسرت سے کہا:
ماریا نے بھی اسے مبارک باد دی۔ تھیوسانگ اپنے ج
غور سے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے کہا:
"کیا یہ ناگ کے زہر کا اثر تھا؟"
"ہاں" تھیوسانگ نے کہا: راجہ بھیروں کے ایک طلسم
کو اس کے دوسرے طلسم نے کاٹ ڈالا ہے۔ ناگ
کے زہر نے مجھے پھر سے بڑا کر کے میری طاقت
بحال کر دی ہے"۔
اب اس نے جھک کر ڈبیا میں پڑے ہوئے ننھے
سانپ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ سانپ نے اپنی ننھی سی بارک
زبان نکالی اور پھنکارا۔ تھیوسانگ نے ماریا سے مخاطب ہ

"ماریا بہن! تم نے ناگ کو کبھی اس حالت میں نہیں
دیکھا ہو گا کہ یہ ہمارا دشمن بن جائے اور اپنے دوستوں
اپنے بہن بھائیوں کو بھی نہ پہچانے۔ ویسے تمہارے پھر
سے مل جانے کی مجھے دلی خوشی ہوئی ہے"۔
عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:
"ماریا بہن! سب سے پہلے تھیوسانگ نے ہی تمہاری
خوشبو محسوس کی تھی"۔
"بالکل" تھیوسانگ بولا" مجھے تو فوراً تمہاری خوشبو
آ گئی تھی۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں کہاں کیا کیا تکلیفیں
اور مصیبتیں برداشت کیں؟"
عنبر بھی کہنے لگا کہ ہاں یہ تو میں تم سے پوچھنا بھول ہی
گیا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری؟
ماریا نے کہا:
"یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ کیلاش مندر کی طرف چلتے چلو
میں تمہیں اپنی کہانی راستے میں سناتی جاؤں گی"۔
چنانچہ عنبر نے ناگ سانپ والی ڈبی بند کر کے جیب میں
رکھی۔ اب تھیوسانگ بھی اپنے خچر پر بیٹھ گیا۔ ماریا ان کے
ساتھ ساتھ تھی۔ وہ کیلاش مندر کی چڑھائی چڑھنے لگے۔ کیلاش
مندر تک پہنچتے پہنچتے ماریا نے انہیں اپنی ساری کہانی بیان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر ڈالی۔ مندر کے صحن میں پہنچے تو سورج ہمالیہ کے پہاڑوں کے پیچھے ڈوب گیا تھا اور وادی میں اندھیرا اور سردی بڑھ رہی تھی۔ عنبر نے کہا:

"تمہاری داستان بھی بڑی ہوش رُبا ہے ماریا۔ مگر اب ہمیں کیٹی کا غم کھا رہا ہے۔ تھیوسانگ پر سے تو راجہ بھیروں کا طلسم اتر گیا ہے۔ نہ جانے کیٹی کس حال میں ہو گی۔"

ماریا بولی: "یہاں ہوتی تو ہو سکتا ہے ناگ کے زہر سے اس کا طلسم بھی ٹوٹ جاتا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"خدا خیر رکھے۔ کسی نہ کسی دن تو کیٹی بھی ہمیں مل ہی جائے گی۔ بس یہی دعا ہے کہ وہ تکلیف میں نہ ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ انسانی شکل میں بھی ہے کہ کسی پرندے یا جانور کی شکل اختیار کر گئی ہے۔"

ماریا بولی: "خدا کے لیے ایسی باتیں منہ سے نہ نکالو عنبر بھیا! ہماری بہن کیٹی ضرور انسانی شکل میں ہی

ہو گی بس ذرا اس پر جادو کا اثر ہو گا۔ خدا نے چاہا تو وہ بہت جلد ہمیں دوبارہ آن ملے گی۔ آؤ۔ اس کوٹھڑی میں ٹھہرتے ہیں۔"

ماریا نے عنبر اور تھیوسانگ سے کہا کہ یہ وہی کوٹھڑی ہے جہاں ایک بار پہلے بھی ہم ناگ کو یہاں لائے تھے اور اسی کوٹھڑی میں ٹھہرے تھے۔

عنبر نے کہا:

"ہاں! مجھے سب یاد ہے۔ خدا کرے کہ اس بار بھی ناگ ٹھیک ہو جائے۔"

اتنے میں مندر کے بڑے دروازے میں سے ایک اونچا لمبا، آدمی بھیڑ کی کھال کی پوستین پہنے لمبی داڑھی اور سر کے بال چھوڑے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں پیتل کی چھڑی والی ترشول تھی۔ جب وہ قریب آیا تو عنبر نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں انار کے دانوں کی طرح سرخ تھیں اور ماتھے پر بڑے پروہتوں والا سرخ رنگ کا تلک لگا تھا۔ ماریا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی۔

"یہ اس مندر کا پروہت ہے عنبر! مجھے کوئی ڈاکو اور بدمعاش لگتا ہے۔"

عنبر اور تھیوسانگ نے وہاں کے رواج کے مطابق

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاتھ جوڑ کر اسے سلام کیا۔ پروہت نے آہستہ سے سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا اور انہیں گھورتے ہوئے بولا:

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"مہاراج! میرا نام عنبر ہے۔ یہ میرا دوست تھیوسانگ ہے۔ ہم سیاح ہیں اور کیلاش مندر کی یاترا کو آئے ہیں۔"

پروہت نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس انہیں اپنی لال لال آنکھوں سے گھورتا رہا۔

تھیوسانگ نے کہا:

"مہاراج! ہم ہنتا پور کے رہنے والے ہیں۔ وہاں جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ دیر سے خواہش تھی کہ کیلاش مندر کی یاترا کریں اور کیلاش دیوتا کے درشن کریں۔"

عنبر نے جیب سے سونے کے چار سکے نکال کر پروہت کو پیش کرتے ہوئے کہا:

"یہ مہاراج آپ کی بھینٹ ہیں۔ یہ آپ کا نذرانہ ہے۔ اسے قبول کرکے ہمارا مان بڑھائیں اور ہمیں آشیرباد دیں۔"

سونے کے چار سکے دیکھ کر پروہت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہاں کبھی کسی یاتری نے سونے کے سکے پیش نہیں کیے تھے سب چاندی کے سکے ہی بھینٹ کرتے تھے۔ پروہت نے اپنی خوشی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ سونے کے سکے لے کر رکھ لیے اور اسی کرخت لہجے میں بولا:

"تم لوگ کب تک مندر میں رہو گے؟"

عنبر نے کہا:

"مہاراج! بیماروں کی بھلائی اور علاج کے لیے ہم ان پہاڑوں میں کچھ نایاب جڑی بوٹیاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ ہمیں دس بارہ دن یہاں لگ جائیں۔"

پروہت نے رعب دار آواز میں کہا:

"اس کے لیے تمہیں سونے کے آٹھ سکے اور دینے ہوں گے۔"

عنبر کے پاس صرف آٹھ سونے کے سکے ہی باقی رہ گئے تھے۔ اس نے وہ بھی لالچی پروہت کے حوالے کر دیئے۔ پروہت نے وہ بھی لے کر اپنی جیب میں رکھ لیے اور واپس مندر کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

"تمہیں دو وقت مندر کے لنگر سے بھوجن مل جایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرے گا۔ مگر دس دن کے بعد اگر رہنا چاہو گے تو سونے کے دس اور سکے دینے ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"بہت اچھا مہاراج! اگر ہم زیادہ ٹھہرے تو آپ کو ضرور مزید سکے دے دیں گے۔"

پروہت واپس مندر میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ماریا نے کہا:

"یہ بڑا لالچی آدمی ہے۔ جتنے دن سے میں یہاں ہوں میں نے دیکھا ہے کہ یہ نیچے گاؤں سے آئے ہوئے غریب لوگوں سے زبردستی لگان اور چاندی تانبے کے سکے وصول کرتا رہا ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہمیں اس سے کیا لینا ہے ماریا بہن! ہم تو ناگ کا علاج کرنے آئے ہیں۔ دو ایک دن ہی میں یہاں سے چلے جائیں گے۔"

پھر وہ کوٹھڑی میں چلے گئے۔

تھیوسانگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھیا! میں حوض میں سے پانی لاتا ہوں۔ تم ناگ کی ڈبیا نکالو۔ ناگ پر حوض کا پانی ڈالتے ہیں۔ ممکن

ہے ناگ کا طلسم ختم ہو جائے۔"

ماریا بولی: "ایک بار پھر سوچ لیتے ہیں۔ کہیں معاملہ اُلٹ نہ ہو جائے۔"

عنبر نے کہا:

"اس حوض کا پانی ناگ کے لیے ہمیشہ اکسیر رہا ہے۔ تھیوسانگ تم اس لوٹے میں پانی لاؤ باہر سے۔"

تھیوسانگ لوٹا لے کر حوض کی طرف دوڑا اور عنبر نے ڈبی نکال کر کھول دی ماریا ناگ سانپ کو غور سے دیکھنے لگی۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سایہ غائب ہو گیا

تھیوسانگ حوض کا پانی لوٹے میں بھر کر لے آیا۔

عنبر نے کہا:

"دروازہ بند کر دو ماریا۔"

ماریا نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ تھیوسانگ نے پانی کا لوٹا عنبر کے پاس ہی رکھ دیا۔ ماریا نے طاق میں رکھا ہوا تیل کا دیا روشن کر دیا تھا۔ کوٹھڑی میں دیئے کی روشنی پھیل گئی۔ عنبر نے انگلی سے ناگ سانپ کو ڈبی میں سے اٹھایا تو ناگ سانپ نے ایک بار پھر عنبر کی انگلی پر ڈس دیا۔

عنبر نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ! مجھے پہچاننے کی کوشش کرو۔ میں عنبر ہوں تمہارا قدیمی دوست۔"

ناگ سانپ کی باریک آواز آئی:

"مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ میں کسی عنبر کو نہیں جانتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم میرے

دشمن ہو اور میں ایک نہ ایک دن تمہیں ہلاک کر کے اپنے گورو راجہ بھیروں کا حکم پورا کر دوں گا۔"

ماریا نے کہا:

"عنبر! اس پر جادو کا گہرا اثر ہے۔ حوض کے پانی کا چھینٹا دو۔ شاید طلسم ٹوٹ جائے۔"

تھیوسانگ نے لوٹا عنبر کے آگے کر دیا۔ عنبر نے ناگ سانپ کو زمین پر رکھ دیا۔ ناگ سانپ جو کہ چھوٹا ہوا ننھی سی جلیبی کی طرح ہو گیا تھا زمین پر آتے ہی تھیوسانگ کو کاٹنے دوڑا۔ تھیوسانگ نے اسے انگلی سے وہیں دبا دیا۔ عنبر نے لوٹے میں سے پانی چلو میں لیا اور ناگ سانپ کے اوپر ڈال دیا۔ مگر ناگ سانپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کئی بار پانی ڈالنے پر بھی جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو تھیوسانگ ناامید ہو کر بولا:

"اس کا کوئی فائدہ نہیں عنبر! ناگ سانپ کا طلسم ویسے کا ویسا ہی ہے۔ ہمیں کوئی اور ترکیب تلاش کرنی پڑے گی۔"

ماریا نے کہا:

"اور ترکیب کیا ہو سکتی ہے؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سوچنا پڑے گا۔"

عنبر نے مایوسی کے ساتھ سر ہلایا اور بولا:

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ناگ کا طلسم کیسے ختم کیا جائے۔ بہرحال میں اسے ڈبی میں بند کرتا ہوں۔"

عنبر نے ناگ سانپ کو ڈبی میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ماریا ان کے قریب ہی تخت پر بیٹھی تھی کہنے لگی:

"میں ہمالیہ کے پہاڑوں کا ایک چکر لگاتی ہوں۔ ممکن ہے مجھے کوئی جوگی مل جائے۔ سنا ہے جوگی لوگوں کے پاس جادو ٹونے کا توڑ ہوتا ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا:

"خدا کے لیے اب تم کہیں مت جانا۔ پہلے ہی کیٹی ہم سے جدا ہے۔ ہم تم سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتے۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہو۔ اب جو کام بھی کریں گے اکٹھے مل کر کریں گے۔"

ماریا بولی: "تو کیا اب اس کیلاش مندر میں ہی پڑے رہیں گے؟ یہاں ہمیں کیا مل جائے گا؟"

تھیوسانگ کہنے لگا:

"ہو سکتا ہے خدا کوئی سبب پیدا کر دے۔ ہم نے

دس بارہ دن کا کرایہ ادا کر دیا ہے۔ کم از کم دس روز ہی یہاں رہ لیتے ہیں۔ اگر کوئی سبب نہ بنا تو پھر جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

ماریا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ جیسے تم سب کی مرضی

عنبر نے تھیوسانگ سے کہا:

"کل صبح اس مندر کے آس پاس پھر کر دیکھیں گے کہ کوئی جوگی یا پیرا تو نہیں آیا ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ناگ کے طلسم کا کوئی علاج بتا سکیں۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"جوگیوں اور پیروں سے پوچھنے سے تو بہتر ہے کہ ہم یہاں کسی سانپ کو بلا کر اس سے مشورہ کریں۔"

یہ خیال ماریا اور عنبر کو بہت پسند آیا۔ عنبر بولا:

"کیا اسی کوٹھڑی میں کسی سانپ کو بلائیں یا ہم خود مندر کے صحن سے نکل کر نیچے وادی میں چلے جائیں؟"

ماریا نے کہا:

"اسی کوٹھڑی میں بلا لیتے ہیں۔ یہاں کیا حرج ہے۔ اتنی سردی میں مندر کا صحن سنسان پڑا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کوئی نہیں آتا شام کے بعد۔"

عنبر نے اسی وقت سانپ کی آواز نکالی اور کہا:

"اگر کوئی اس علاقے میں سانپ ہو تو ہمارے سامنے آئے۔ میں ناگ دیوتا کا بھائی بول رہا ہوں۔"

تین چار بار آواز دینے کے بعد انہیں ادھ کھلے در میں سے ایک سبز رنگ کا سانپ رینگتا ہوا اپنی طرف آتا نظر آیا۔ اس کے جسم پر سیاہ اور لال دھاریاں تھ چونکہ وہاں اسے ناگ دیوتا کہیں نظر نہیں آیا اس لیے سانپ نے کسی کے آگے سر نہ جھکایا۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"ناگ دیوتا کے بھائی کو میرا نمسکار! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

عنبر نے ڈبیا میں سے ناگ سانپ کو باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ اب دھاری دار سانپ کو ناگ دیوتا خوشبو آئی اور اس نے ناگ دیوتا کو ننھے سے باریک کی شکل میں پہچان لیا۔ اس نے سر جھکا دیا اور بولا:

"ناگ دیوتا اپنے دشمن کے شکنجے میں ہے۔"

ناگ سانپ نے پھنکار ماری اور غضبناک لہجے میں کہا:

"میں ناگ دیوتا نہیں ہوں۔ میں راجہ بھیروں کا غلام

ہوں میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور ناگ سانپ نے دھاری دار سانپ پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے فوراً ناگ سانپ کو اٹھا کر ڈبی میں بند کر دیا اور دھاری دار سانپ سے کہا:

"تم نے ناگ دیوتا کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے اس پر راجہ بھیروں نے جادو کیا ہوا ہے۔ میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ کیا تم کوئی ایسا طریقہ جانتے ہو جس کی مدد سے ناگ دیوتا کو اس طلسم سے نجات دلائی جا سکے؟"

دھاری دار سانپ سوچنے لگ گیا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر کہا:

"ناگ دیوتا پر بڑا خطرناک طلسم کیا گیا ہے۔ ایسا طلسم میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میرے پاس اس طلسم کا کوئی توڑ نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیا یہاں وادی میں کوئی ایسا سانپ نہیں ہے جس کو جادو ٹونے کا توڑ آتا ہو؟"

دھاری دار سانپ بولا:

"وادی میں ایسا کوئی سانپ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر ایک پل کے لیے خاموش رہنے کے بعد بولا:

"میں نے اپنے دادا سانپ سے سنا ہے کہ کیلاش پربت کی سب سے اونچی چوٹی کے اندر ایک برف کا غار ہے اس غار میں آج تک کوئی انسان نہیں گیا۔ لیکن وہاں پورے چاند کی رات کو ایک آواز بلند ہوتی ہے جو پوچھتی ہے۔ بولو کیا چاہتے ہو؟ کیونکہ وہاں کبھی کوئی انسان نہیں جا سکا اس لیے اس آواز کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ میرے دادا سانپ کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی انسان اس غیبی آواز کو اپنی کوئی خواہش بتا دے تو وہ فوراً پوری ہو جاتی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"تمہارا شکریہ۔ میں ناگ دیوتا کو لے کر کیلاش پربت کے غار میں ضرور جاؤں گا۔"

دھاری دار سانپ نمسکار کر کے چلا گیا تو تھیوسانگ نے ماریا کو آواز دی اور کہا:

"ماریا! تمہارا کیا خیال ہے؟"

ماریا بولی: "سانپ جھوٹ نہیں بولا کرتے ہمیں کیلاش پربت کے برفانی غار میں ناگ کو لے کر

ضرور جانا چاہیے۔"

عنبر نے ڈبیا جیب میں رکھی اور بولا:

"آج چاند کی سات تاریخ ہے۔ سات روز بعد پورے چاند کی رات ہو گی۔ ہم اکٹھے کیلاش پربت پر چلیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا:

"سب کو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم میں سے کسی ایک کو جانا چاہیے۔"

عنبر بولا: "تو پھر میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ اسی جگہ رہنا۔"

چنانچہ پورے چاند کی رات آئی تو عنبر نے ناگ کی ڈبیا اپنے ساتھ لی اور کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ بلند پہاڑیوں میں پہنچا تو اس کی چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ اتنی بلندی پر ہوا میں آکسیجن بے حد کم ہو گئی تھی۔ عنبر کی جگہ اگر کوئی عام انسان ہوتا تو شاید آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوتا مگر عنبر کو اس کمی کا احساس نہ ہوا اور وہ کیلاش پربت کی چوٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے سردی بھی نہیں لگ رہی تھی۔ اس میں طاقت بھی بہت تھی۔ چنانچہ وہ برفانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چڑھائیاں چڑھتا کیلاش پربت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

اس پاس پہاڑوں پر جمی ہوئی برف پورے چاند کی زرد چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ایسی خاموشی اور سناٹا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بھی کافی بلند سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیلاش پربت کے پہلو میں ایک برفانی غار ہے۔ یہی وہ غار تھا جس کے بارے میں دھاری دار سانپ نے اسے بتایا تھا۔ عنبر اس غار میں داخل ہو گیا۔ غار زیادہ بڑا نہیں تھا۔ چھ سات قدم چلنے کے بعد سامنے پتھر کی دیوار آ گئی۔ عنبر واپس آ کر دیوار کے منہ پر ایک طرف بیٹھ گیا اور آدھی رات کو بلند ہونے والی غیبی آواز کا انتظار کرنے لگا۔

چاروں طرف ہیبت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ چاند سفید برف پوش پہاڑیوں کے اوپر ٹھٹھرا ہوا سا لگ رہا تھا۔ عنبر کو کسی کے کپڑوں کی سرسراہٹ بالکل قریب سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کچھ فاصلے پر ایک انسانی سایہ زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر کھڑا تھا۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے آواز آئی:

"کیا خواہش ہے تمہاری؟"

عنبر نے کہا:

"میرا دوست ناگ دیوتا ایک خطرناک طلسم کی زد میں آ گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا طلسم ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے ٹھیک ہو جائے۔"

پراسرار سائے نے کہا:

"تمہاری خواہش پوری ہو گی۔ کل رات جب کیلاش مندر پر خاموشی چھا جائے اور چاند حوض کے پانی میں چمکتا دکھائی دے تو ناگ سانپ کی بند ڈبیا حوض میں پھینک دینا۔ اس میں سے ناگ انسانی حالت میں باہر نکل آئے گا اور اس کا طلسم ٹوٹ چکا ہو گا۔"

عنبر بڑا خوش ہوا۔ وہ پر اسرار سائے کا شکریہ ادا کرنے والا تھا کہ سایہ چاندنی رات میں غائب ہو گیا۔ عنبر خوشی خوشی واپس کیلاش مندر کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے پراسرار سائے کی بات تھیوسانگ اور ماریا کو بتائی تو وہ بھی بڑے خوش ہوئے۔

ماریا نے کہا:

"پُراسرار سائے سے کیٹی کے بارے میں بھی پوچھ لیتے تو اچھا تھا۔"

عنبر بولا: "سایہ تو ایک دم سے غائب ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے مجھے شکریہ ادا کرنے کی بھی مہلت نہیں دی۔"

تھیوسانگ بولا: "مجھے یقین ہے کہ کل رات ناگ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔"

"مجھے بھی یقین ہے" عنبر نے کہا۔

ماریا کہنے لگی:

"اگلے پورے چاند کی رات کو ہم پُراسرار سائے سے کیبٹی کے بارے میں چل کر معلوم کریں گے۔"

"اچھا خیال ہے" تھیوسانگ بولا۔ "میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

ماریا بولی: "اب ہمیں کل رات کا انتظار کرنا ہو گا۔"

دوسرے دن صبح ہی سے وہ رات کا انتظار کرنے لگے۔ عنبر کو نہائے ہوئے دو چار دن ہو گئے تھے۔ ماریا اور تھیوسانگ کیلاش مندر سے نیچے والی وادی میں گئے ہوئے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ ان کے آتے آتے میں ذرا نہا لوں چنانچہ اس نے کوٹھڑی سے نکل کر نیچے ایک چشمے کا رخ کیا جو تھوڑے فاصلے پر ہی بہتا تھا۔ یہاں اس نے قمیض اتار کر جھاڑیوں میں پھینکی اور چشمے میں اتر کر نہانے لگا۔ ناگ سانپ کی ڈبی کرتے کی جیب ہی میں تھی۔ جب اس نے

کرتا جھاڑیوں میں اتار کر پھینکا تو ڈبی ایک پتھر سے ٹکرا کر کھل گئی۔ عنبر کو اس کا علم نہ ہوا۔ ڈبی کے کھلتے ہی ناگ سانپ اس میں سے آہستہ آہستہ رینگتا باہر آگیا۔ کرتے میں سے نکل کر ناگ سانپ نے کھلی فضا کو دیکھا تو گھاس کے اندر وادی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ نیچے وادی میں پہاڑی لوگوں کے چند ایک مکان بنے ہوئے تھے۔ ناگ سانپ اس بستی کی طرف رینگنے لگا۔

عنبر تازہ ٹھنڈے پانی میں خوب مزے سے نہا رہا تھا اس سردی میں بھی چونکہ اسے سردی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے خوب مل مل کر نہا رہا تھا۔ نہانے کے بعد اس نے چشمے سے باہر نکل کر جھاڑیوں میں سے کرتا اٹھا کر پہنا اور اپنی کیلاش مندر والی کوٹھڑی میں آ کر آرام سے بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ اور ماریا کی دور سے خوشبو آ رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ وہ نیچے وادی میں کہیں سیر وغیرہ کر رہے تھے۔ اصل میں تھیوسانگ کو کیلاش پربت کی بستی کے میٹھے سیب بڑے پسند تھے۔ اور وہی ماریا کو ساتھ لے کر سیب لینے گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد تھیوسانگ اور ماریا واپس آ گئے۔ تھیوسانگ بہت سے سیب اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس نے یہ سیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاٹ کر تھالی میں رکھے اور ماریا سے کہا:

"آج تم بھی سیب کھاؤ ہمارے ساتھ۔"

ماریا ہنس کر بولی:

"میں تو پانی تک نہیں پی سکتی۔ سیب کہاں سے کھاؤں گی۔"

عنبر سیب کی ایک قاش اٹھا کر بولا:

"چلو۔ تمہارے حصے کے سیب بھی میں ہی کھا لونگا۔"

ادھر یہ لوگ کوٹھڑی میں بیٹھے خوش ہو کر سیب کھا رہے تھے اور دوسری طرف ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں جھاڑیوں، پتھروں اور اونچی گھاس میں سے گذرتا کیلاش پربت کی بستی کے باہر پہنچ گیا تھا۔ ایک مدت کے بعد اسے آزادی ملی تھی۔ اس نے یہی سوچا کہ کچھ دیر جلاتے میں گھوم پھر کر سیر کی جائے۔ تھیوسانگ اور عنبر کی خوشبو اسے کیلاش مندر کی طرف سے برابر آ رہی تھی اور وہ کسی بھی وقت وہاں جا سکتا تھا۔ ناگ سانپ اس انتظار میں تھا کہ جونہی عنبر اور تھیوسانگ کی طاقت ختم ہو تو وہ ان کو ڈس کر راجہ بھیروں کے حکم کو پورا کرے۔ ناگ کو بالکل احساس تک نہیں تھا کہ عنبر تھیوسانگ اور کیٹی ماریا کبھی اس کے دوست تھے اور وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس وقت وہ

راج بھیروں کے جادو کے اثر میں تھا۔

پہاڑی بستی کے باہر ایک ٹوٹا پھوٹا شمشان گھر تھا۔ یعنی وہ جگہ جہاں ہندو لوگ اپنے مردوں کو چتا میں جلاتے تھے۔ اس شمشان میں ایک سپیرا ٹھنڈی چتا پر مردے کی راکھ اپنے ماتھے پر لگائے ایک خاص عمل کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور وہ منہ ہی منہ میں کالے علم کے منتر پڑھ رہا تھا۔ یہ بڑا زبردست اور چالاک سپیرا تھا وہ ایک ایسا عمل پڑھ رہا تھا جس کی مدد سے وہ سانپوں کے بادشاہ شیش ناگ کو اپنے قابو میں کر کے زمین کے اندر اور باہر جتنی دولت تھی وہ حاصل کر سکتا تھا۔ اسے شمشان میں یہ عمل پڑھتے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ سپیرا آنکھیں بند کیے منتر پڑھ رہا تھا کہ اچانک اسے فضا میں ایک عجیب سی بُو محسوس ہوئی۔ اس کا دھیان منتروں سے ہٹ گیا اور وہ سوچنے لگا کہ یہ کس چیز کی بُو ہے؟ جب بُو ذرا تیز ہوئی اور ناگ سانپ شمشان کے اندر رینگتا ہوا آگیا تو سپیرا ایک دم سے چونک پڑا۔ یہ تو ناگوں کے شہنشاہ اور شیش ناگ کے بھی آقا ناگ دیوتا کی بُو تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور سوچا کہیں یہ اس کے عمل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا نتیجہ تو نہیں کہ خود ناگ دیوتا اس کے پاس چل کر آ رہا ہے؟ ضرور ایسی ہی بات ہو گی۔ میرا عمل کامیاب اور زبردست ہے کہ جو شیش ناگ کی بجائے اس کے بھی آقا اور مالک ناگ دیوتا کو میرے پاس کھینچ لایا ہے۔

سپیرا اپنے استھان سے اُتر آیا۔ وہ اونچی آواز میں منتر پڑھتے ہوئے ناگ دیوتا کو ڈھونڈنے لگا۔ ناگ کی بُو اس سپیرے کی مدد کر رہی تھی۔ آخر وہ اس بُو کی مدد سے وہاں پہنچ گیا جہاں ناگ سانپ زمین پر رینگتا ہوا ایک پتھر کے پیچھے سے باہر نکل رہا تھا۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ کیونکہ ناگ دیوتا کی بُو اسی سانپ کے جسم سے اٹھ رہی تھی۔ مگر وہ یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ ناگ دیوتا بالکل چھوٹا سا انگلی کے سائز کا سانپ بنا ہوا تھا۔ سپیرے نے فوراً ایک منتر کو سات بار پڑھا اور ناگ دیوتا پر پھونک ماری۔ ناگ اپنے دیوتا کے روپ میں تو تھا نہیں کہ اس منتر کا مقابلہ کر سکتا۔ اس پر تو راجہ بھیروں کے جادو کا اثر تھا اور سپیرے کا منتر راجہ بھیروں کے طلسم سے زیادہ شدید تھا۔ ناگ پر پھونک کا یہ اثر ہوا کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اس پر راجہ بھیروں نے طلسم کرنے

کے بعد حکم دیا تھا کہ وہ عنبر اور تھیوسانگ سے جا کر انتقام لے۔ اب اسے صرف اتنا ہی یاد رہا کہ جس آدمی نے اس پر پھونک ماری ہے وہ اس کا غلام ہے اور اس کی ہر بات کو تسلیم کرے گا اور اس کا حکم بجا لائے گا۔

سپیرے نے پھونک مارنے کے بعد جھک کر ناگ کو دیکھا۔ ناگ کا سائز بڑا نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی تک چھوٹا ہی تھا۔ مگر سپیرا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ ناگ دیوتا اپنا چھوٹا سا سر اٹھا کر اس کے آگے بار بار جھکا رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کا منتر اپنا کام کر چکا تھا اور ناگ دیوتا اس کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر سپیرے کے لیے اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ شیش ناگ کی بجائے خود ناگ دیوتا اس کے قبضے میں آ جائے۔

سپیرے نے ناگ سانپ کو اٹھا لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس تجربہ کار سپیرے کو سانپوں کی زبان میں بات کرنی آتی تھی۔ اس نے ناگ دیوتا سے کہا:

"تم ناگ دیوتا ہو؟"

ناگ بولا: "ہاں میرے آقا! میں ناگ دیوتا ہوں۔ مگر تمہارے حکم کا پابند ہوں۔ تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیپرے کا چہرہ خوشی سے کِھل اٹھا۔ اس نے ناگ سانپ کو ایک چھوٹی سی چمڑے کی تھیلی میں بند کر کے اپنے لمبے جھولے ایسے کُرتے کی جیب میں ڈالا اور اپنی سانپوں کی بین اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتا وادی سے اتر کر نیچے گھنے جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی منزل اندھیرا دیس میں راجاؤں کے پرانے غار تھے جن کے بارے میں کتابوں میں لکھا تھا کہ اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن ہیں۔

دوسری طرف جب رات گہری ہو گئی اور کیلاش مندر پر خاموشی چھا گئی تو عنبر نے کہا:

"حوض میں چاند کا عکس آیا ہے کہ نہیں۔ تھیوسانگ تم جا کر دیکھو۔"

تھیوسانگ کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ جب واپس آیا تو بولا: "چاند ٹھیک حوض کے وسط میں چمک رہا ہے۔ آؤ ناگ کی ڈبیا حوض میں پھینک دیتے ہیں۔"

تھیوسانگ کے اتنا کہنے پر عنبر جلدی سے اٹھا اور جیب میں ہاتھ ڈالا کر ناگ کی ڈبی نکالے۔ وہ یہ دیکھ کر کچھ پریشان ہوا کر اس کی جیب میں ڈبی کھلی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے ڈبی باہر نکالی اور بولا:

"یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟"

تھیوسانگ اور ماریا خالی ڈبی کو تکنے لگے:

"ناگ کہاں ہے؟ جیب میں دیکھو۔" ماریا نے گھبراہٹ میں کہا:

عنبر جیب ٹٹولنے لگا مگر جیب میں ناگ سانپ کہیں بھی نہیں تھا۔ اس نے پریشان ہو کر کہا:

"ناگ جیب میں نہیں ہے۔ اب کیا ہو گا؟"

تھیوسانگ بولا: "کُرتے کی دوسری جیبیں دیکھو عنبر ہو سکتا ہے ناگ ڈبی سے نکل کر دوسری جیبوں میں چلا گیا ہو۔"

ناگ نے کئی بار ساری جیبوں کو ٹٹول کر دیکھ لیا مگر ناگ اسے نہ ملا۔ اب تو وہ سب سخت پریشان ہوئے۔

ماریا بولی: "یہ ڈبی اپنے آپ کیسے کھل گئی؟ ظاہر ہے ڈبی کھلی دیکھ کر ناگ باہر نکل گیا ہو گا۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں یاد آیا۔ میں نے آج صبح نہاتے وقت قمیص اتار کر جھاڑیوں میں پھینکی تھی۔ میرا خیال ہے اسی وقت ڈبی کھل گئی ہو گی۔"

تھیوسانگ بولا: "یہ تو بڑی بُری بات ہوئی۔ اب ہم ناگ کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔ اتنی بڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وادی ہے۔ جانے صبح سے اب تک وہ کہاں کا کہاں پہنچ گیا ہو گا۔"

ماریا اور عنبر بھی سخت پریشان ہوئے کہ اب کیا کریں جس کے لیے انہوں نے اتنی محنت کی تھی، اتنا انتظار کیا تھا اور اتنا فاصلہ طے کر کے وہاں آئے تھے وہ ہی غائب ہو گیا تھا۔

عنبر بولا: "ہمیں پریشان ہونا چھوڑ کر ناگ کی تلاش کا کام شروع کرنا چاہیے۔"

"مگر ہم اسے کہاں ڈھونڈیں؟ ایک تو وہ اتنا باریک اور چھوٹا ہے کہ ہمیں نظر ہی نہیں آئے گا۔ دوسرے اس کی خوشبو بھی ہمیں نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر ماریا خاموش ہو گئی۔ تھیوسانگ بولا:

"اور پھر ابھی رات کا وقت ہے۔ وہ کہاں دکھائی دے گا ہمیں۔"

عنبر جھنجھلاتے ہوئے کہنے لگا:

"تو پھر تم مت جاؤ۔ میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں۔ میں نے اسے گم کیا ہے۔ میں ہی اسے ڈھونڈوں گا۔"

یہ کہہ کر عنبر کوٹھڑی سے نکل کر اس چشمے کی طرف چل پڑا جہاں صبح اس نے غسل کیا تھا۔ اسے جاتا دیکھ کر ماریا اور تھیوسانگ

بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے چاندنی رات میں چشمے کے آس پاس جگہ جگہ دیکھا مگر ناگ وہاں ہوتا تو انہیں ملتا۔ اس وقت تو ناگ عیار پیرے کے جھولے میں بند وادی کیلاش سے بہت دور نکل چکا تھا۔ جب انہیں ناگ وہاں نہ ملا تو وہ وادی میں نکل گئے۔ نیچے پہاڑی لوگوں کی بستی کے مکانوں پر گہری خاموشی طاری تھی۔ سخت سردی میں لوگ مکانوں کے دروازے بند کئے لحافوں میں دبکے سو رہے تھے۔ چاندنی رات میں انہیں جھاڑیاں اور صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"ماریا! تم سامنے والی پہاڑیوں میں جا کر دیکھو۔ میں اور عنبر بستی میں جا کر دیکھتے ہیں۔"

خاصی دیر تک وہ ناگ کو ڈھونڈتے رہے۔ آخر عنبر نے کہا: "میرا خیال ہے ہمیں دن کی روشنی میں ایک بار پھر ناگ کی تلاش پر نکلنا ہو گا۔ آؤ واپس چلتے ہیں۔" اور وہ واپس اپنی کوٹھڑی میں آ گئے۔

صبح کو جب سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو عنبر تھیوسانگ اور ماریا ایک بار پھر ناگ کی کھوج میں نکل کھڑے ہوئے۔ دوپہر تک انہوں نے وادی اور پہاڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈھلانوں اور غاروں کا چپہ چپہ چھان مارا مگر ناگ انہیں کہیں نہ ملا۔ تھک ہار کر وہ واپس کیلاش مندر میں آ گئے تھیوسانگ بولا:

"اب مجبوراً ہمیں اگلے پورے چاند کی رات کا انتظار کرنا ہوگا تاکہ کیلاش پربت کے برفانی غار میں جا کر پراسرار سائے سے ناگ کے بارے میں دریافت کیا جائے۔"

تجویز معقول تھی۔ عنبر بولا:

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے اسی مندر میں رہ کر اگلے پورے چاند کی رات کا انتظار کرتے ہیں۔"

دوسری طرف عیار پیپرا ناگ دیوی کو اپنے قابو میں کیے ایک قافلے کے ساتھ شامل ہو کر آندھیرا نگھا کے سات راجاؤں والے غار کی طرف سفر کر رہا تھا۔ ابھی اس کا چار دن کا سفر باقی تھا۔ پیپرے کو بھی ہم قافلے کے ساتھ چھوڑتے ہیں۔ اور کیٹی کی خبر لیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کیا بیتی؟

جب تھیوسانگ کے بعد طلسمی بھڑ نے اسے کاٹا تو وہ ایک دم سے غائب ہو گئی۔ اصل میں یہ اس کے خلائی بنے

اوں پر طلسمی ڈنک کا ردعمل ہوا تھا کہ وہ غائب ہو گئی تھی پہلے تو اسے بالکل اپنے آپ کا ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ ایک نازک سی ہرنی بنی ہوئی جنگل میں ایک ندی کے کنارے کھڑی ہے۔ کیٹی کو پہلے تو محسوس ہی نہ ہوا کہ وہ ہرنی کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اچانک اس نے ندی کے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ یہ کیا؟ وہ تو عورت سے ہرنی بن گئی ہے۔ گھبرا کر درختوں کی طرف بھاگی۔ وہاں سے پھر بھاگ کر ندی کنارے آئی۔ ایک بار پھر اپنا چہرہ ندی میں دیکھا۔ وہ سچ مچ ہرنی کی شکل کی ہو گئی۔ کیٹی تو پریشان ہو کر وہیں بیٹھ گئی۔ اور اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔ اس کا دماغ اور یادداشت انسانوں ایسی ہی تھی۔ اسے اپنے بارے میں معلوم تھا کہ وہ کیٹی ہے۔ ایک خلائی لڑکی ہے جو ایک حادثے کے بعد اپنی خلائی مخلوق سے بچھڑ کر عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کے ساتھ سینکڑوں برسوں سے سفر کر رہی ہے اور اسے یہ بھی یاد رہا تھا کہ وہ تھیوسانگ اور عنبر کے ساتھ کیلاش مندر کی طرف جا رہی تھی کہ تھیوسانگ کو ایک کالی بھڑ نے ڈسا۔ اس نے کالی بھڑ کو ہاتھ سے پرے ہٹایا تو کالی بھڑ نے اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گردن پر کاٹ دیا تھا۔ یقیناً یہ کالی بھڑ کوئی طلسمی بھڑ تھی جس کے ڈنک کے زہر کی وجہ سے وہ انسان سے ہرنی کی شکل میں آ گئی ہے۔ اب کیا ہوگا؟ وہ عنبر، تھیوسانگ اور ماریا کو کیسے تلاش کرے گی؟

آخر کیٹی ہرنی نے یہی فیصلہ کیا کہ چونکہ عنبر اور تھیوسانگ کیلاش مندر کی طرف کیلاش پربت کو جا رہے تھے اس لیے اسے بھی کیلاش پربت کی طرف ہی جانا چاہیے۔ شاید ان سے پھر ملاقات ہو جائے اور وہ اس کا کوئی علاج کر دیں اور وہ پھر سے انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ مگر کیٹی ہرنی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کیلاش پربت کو کونسا راستہ جاتا ہے۔ اس نے اندازے کے ساتھ ایک طرف کو چلنا شروع کر دیا۔

وہ شام تک جنگل میں چلتی رہی۔ اب اسے بھوک لگنے لگی۔ دوسری ہرنیوں کی طرح کیٹی ہرنی نے بھی تھوڑا سا گھاس کھایا۔ ندی کا پانی پیا اور سفر پر روانہ ہو گئی۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ ایک درخت کے نیچے کھوہ میں بیٹھ کر بیٹھ گئی اور عنبر ناگ، ماریا اور تھیوسانگ کے بارے میں سوچنے لگی۔ انہیں یاد کرنے لگی۔ پھر اسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔ صبح کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو جنگل میں دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ گھاس پتے کھا کر پیٹ بھرا۔ ایک

تالاب سے پانی پیا اور چل دی۔ چلتے چلتے جب اسے ایک پہر گزر گیا تو اچانک اس کا پاؤں زمین پر رکھے ہوئے ایک جال میں پھنس کر رہ گیا۔ کیٹی ہرنی نے پاؤں کو کھینچا تو وہ اس میں اور زیادہ الجھ گئی۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر جال کی رسی نے اسے چاروں طرف سے اپنے پھندے میں پھنسا لیا تھا۔

اتنے میں ایک طرف سے دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے اور کیٹی ہرنی کو دیکھ کر ایک نے کہا:

"بڑی خوبصورت ہرنی ہے۔ دیکھو رامو۔ اس کی آنکھیں بالکل کسی عورت کی آنکھوں کی طرح نیلی ہیں۔"

یہ دونوں شکاری تھے۔ اور یہ پھندا انہوں نے ہی وہاں لگایا تھا۔ انہوں نے کیٹی ہرنی کو اٹھا لیا اور جنگل میں ایک کھڑی بیل گاڑی میں باندھ کر ڈالا اور بیل گاڑی میں بیٹھ کر قریبی گاؤں میں آ گئے۔ وہاں شور مچ گیا کہ رامو اور اس کا بھائی جنگل سے ایک ایسی ہرنی پکڑ کر لائے ہیں جس کی نیلی آنکھیں عورتوں جیسی ہیں۔ گاؤں کے سب لوگ اور عورتیں کیٹی ہرنی کو دیکھنے آئیں۔ رامو اور اس کے بھائی نے کیٹی ہرنی کے آگے چارہ ڈالا۔ اسے پانی پلایا اور رات کو یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ یہ بڑی نایاب ہرنی ہے اس لیے اسے شہر میں لے جا کر کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوداگر کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیے۔ انہیں بہت قیمت ملے گی۔ چنانچہ دوسرے روز وہ کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈال کر پہاڑوں کے پار آندھیرا شہر کی طرف لے گئے۔ یہ وہی آندھیرا شہر تھا جہاں سات راجاؤں کے خزانے کے غار تھے۔ اور جس طرف عنبر پہیرا ناگ سانپ کو قابو میں کرنے کے بعد ایک قافلے میں شامل ہو کر چلا آ رہا تھا۔ کیٹی ہرنی ایک ایسے جنگل میں ہرنی کی شکل میں نمودار ہوئی تھی جہاں سے آندھیرا شہر زیادہ دور نہیں تھا۔ چنانچہ اب رامو اور اس کا بھائی کیٹی ہرنی کو بیل گاڑی میں ڈالے آندھیرا شہر میں داخل ہو رہے تھے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سات راجوں کا خزانہ

اس زمانے میں آندھیرا دیس پر راجہ آندھیرا کی حکومت تھی۔ راجہ کے راج میں رعایا خوش حال اور خوش و خرم تھی۔ شہر میں پربھاکر نام کا ایک سوداگر رہتا تھا جو صندل کی لکڑی کی تجارت کرتا تھا۔ رامو اس سوداگر کے ہاں کبھی نوکری کر چکا تھا۔ وہ کیٹی ہرنی کو لے کر سیدھا پربھاکر سوداگر کی حویلی میں آ گیا۔ اس کا بھائی باہر بیل گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ رامو نے ہرنی گود میں اٹھائی اور سوداگر پربھاکر کے سامنے جا کر ڈال دی اور ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مہاراج! آپ کے بچوں کے دل بہلانے کو ایک ایسی ہرنی پکڑ کر لایا ہوں کہ جس کی آنکھیں عورت کی نیلی آنکھوں سے بے حد ملتی ہیں۔"

پربھاکر نے ہرنی کی رسی پکڑ کر اپنی طرف کیا اور غور سے دیکھا تو واقعی ہرنی بڑی خوبصورت تھی اور اس کی نیلی آنکھیں ایسی تھیں جیسے کسی عورت کی ہوں۔ اس نے خوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو کر کہا:

"بول اس کا کیا مانگتا ہے رامو؟"

رامو نے ہاتھ باندھ کر کہا:

"حضور مائی باپ ہیں۔ جو خوش ہو کر دیں گے لے لوں گا۔"

پربھاکر نے رامو کو چاندی کے پچاس سکے دے کر ہرنی خریدی۔ رامو کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ اس نے جھک کر پربھاکر سوداگر کے قدم چھوئے اور خوشی خوشی اپنے بھائی کے ساتھ واپس اپنے گاؤں چل دیا۔

پربھاکر سوداگر کے تین بچے تھے۔ اس نے نوکرانی کملا سے کہا کہ ہرنی کو بچوں کے پاس لے جا کر ان کے باغیچے میں باندھ دے۔ بچے ہرنی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور باغیچے میں اس سے کھیلنے لگے۔ کملا نے کیٹی ہرنی کو باغیچے میں پکی طرح سے باندھ دیا تھا تاکہ ہرنی بھاگ نہ جائے کیٹی ہرنی بے بس ہو کر بیٹھ گئی۔

دوسری طرف عیار اور لالچی پیرا بھی قافلے کے ساتھ اندھیرا دیس پہنچ گیا۔ ناگ اس کے جھولے میں بند پڑا تھا۔ شہر میں پہنچنے کے بعد پیرے نے ایک سرائے کا رخ کیا سرائے میں اس نے کھانا کھایا اور پھر وقت ضائع کیے

بغیر سات راجاؤں کے خزانوں والی غاروں کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ غاریں شہر سے باہر جنگل کے کنارے ایک اونچے سیاہ پہاڑ کے اندر بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک غار سب سے بڑی، گہری اور لمبی تھی۔ عیار پیرے نے اپنے باپ دادوں سے یہی سنا تھا کہ اس گہری لمبی غار میں ہی سات راجاؤں کے خزانے دفن ہیں اور وہاں تک اسے صرف ناگ دیوتا ہی پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی سانپ کو سوائے ناگ دیوتا کے اس خزانے کا علم نہیں ہے۔ عیار پیرا ناگ دیوتا کو حاصل کر کے اسی لیے بے حد خوش تھا کہ اس کی مدد سے وہ اتنے بڑے اور قیمتی خزانے کا مالک بن جائے گا۔ اس نے سب سے بڑے غار کو تلاش کر لیا اور اس میں خفیہ خطرناک منتر پڑھتے ہوئے داخل ہو گیا۔

غار کے شروع میں تو باہر کی روشنی تھی آگے جانے کے بعد غار میں اندھیرا ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں پیرا آگے بڑھ رہا تھا اندھیرا گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جب بالکل ہی تاریکی چھا گئی تو عیار پیرے نے جھولے میں سے ایک موم بتی نکالی اسے جلا کر روشن کیا اور اس کی روشنی میں آگے بڑھنے لگا۔ جب وہ غار میں کافی آگے آ گیا تو اس نے موم بتی ایک پتھر پر جمائی۔ اس کے پاس ہی آلتی پالتی مار کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھا اور جھولے میں سے ناگ دیوتا والی ڈبی نکال کر کھولی اس کے اندر ناگ چھوٹے سے سانپ کی شکل میں بے سست سا ہو کر پڑا تھا۔ اب اس کے ذہن پر صرف بھیرو کے جادو کا اثر تھا۔ راجہ بھیروں کا اثر ختم ہو چکا تھا۔

سپیرے نے ناگ دیوتا پر کچھ اور منتر پڑھ کر پھونکے ان منتروں کے اثر سے ناگ دیوتا کے جسم میں ذرا سی ح پیدا ہوئی اور اس نے اپنا سر اوپر اٹھا کر ننھی ننھی سرخ آنکھوں سے سپیرے کی طرف دیکھا۔

سپیرے نے سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! اس وقت تم میرے مطیع ہو۔ میں تمہارا آقا ہوں میں تمہیں جو کچھ کہوں تمہیں وہی کرنا ہوگا۔ کیا تم یہ بات اچھی طرح سمجھ گئے ہو؟"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا:

"ہاں میرے آقا! میں جانتا ہوں کہ تمہارے حکم کا پابند ہوں تم جو حکم کرو گے وہی کروں گا۔"

عیار سپیرے نے ایک منتر کو بلند آواز میں چھ با پڑھا۔ پڑھ کر اپنی چاروں طرف پھونک ماری اور ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! اس غار میں سات راجاؤں کے خزانے

ہیں۔ یہ بات میں اپنے باپ دادا کے وقت سے سنتا آ رہا ہوں۔ تم یہ کھوج لگاؤ کہ یہ خزانے اس غار میں کس جگہ دفن ہیں؟"

ناگ دیوتا نے غار کی ایک طرف سر اٹھا کر سانس کو اندر کھینچا اور پھر بولا:

"میرے آقا! آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دور غار کے اندر ایک بڑا پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اس پتھر کے نیچے ایک سوراخ ہے۔ اس سوراخ کے آگے اندھیرے میں ایک تاریک زینہ تہہ خانے کو جاتا ہے۔ اس تہہ خانے میں ایک اور غار ہے۔ اس غار کے آگے ایک بہت بڑا پرانا حجرہ ہے۔ اس حجرے میں سات راجاؤں کا خزانہ دفن ہے۔"

عیار سپیرے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے بے تابی سے کہا:

"ہاں ہاں۔ بس مجھے وہی خزانہ چاہیے۔ مگر پہلے تم تہہ خانے والے حجرے میں جا کر پتہ کرو کہ کیا خزانہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ کوئی ڈاکو اسے نکال کر تو نہیں لے گیا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سانپ نے کہا:
"جو حکم میرے آقا — میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں
آپ اسی جگہ ٹھہریں۔"

ناگ سانپ نے غار میں آگے چلنا شروع کر دیا۔ عیار سپیرا وہیں غار میں موم بتی کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔ ناگ سانپ غار میں رینگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اندھیرے میں سانپ کو روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ناگ اب ناگ تو نہیں تھا۔ وہ تو محض ایک پتلا چھوٹا سانپ تھا جو عیار سپیرے کے منتروں کے باتر میں تھا اور اسی کے حکم سے خزانے کا سراغ لگانے جا رہا تھا۔ اسی لیے ہم اسے ناگ دیوتا یا ناگ نہیں بلکہ ناگ سانپ لکھ رہے ہیں۔

ناگ سانپ غار میں ایک جگہ دیوار کی طرف مڑ گیا۔ یہاں ایک پتھر دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ناگ سانپ اس کے نیچے گھس گیا۔ وہ اتنا چھوٹا اور پتلا تھا کہ فوراً ہی دیوار کے بل یعنی سوراخ میں سے دوسری طرف نکل گیا۔ دوسری طرف ایک تہہ خانہ تھا جس میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ سانپ اس میں سے گزر کر ایک اور غار میں آ گیا۔ اس غار کے آخر میں زینہ نیچے جاتا تھا۔ ناگ سانپ

نیچے اتر گیا۔ اب اس کے سامنے ایک کھلا حجرہ تھا۔ اس حجرے میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے۔ ناگ سانپ حجرے کے فرش پر رینگنے لگا۔ دو تین جگہوں پر سے فرش اکھڑا ہوا تھا۔ ناگ سانپ نے اپنی آواز میں ایک آواز نکالی۔ یہ آواز ایک خاص قسم کی تھی جو ایک سانپ، خزانے کے سانپ کو بلانے کے لیے نکالتا ہے۔ ناگ سانپ خوب جانتا تھا کہ چونکہ خزانے اسی فرش کے نیچے کہیں دفن ہیں اس لیے ان کی حفاظت کرنے والا سانپ بھی یہیں کہیں موجود ہو گا۔

ناگ سانپ نے جب دوسری بار آواز نکالی تو اسے اپنے پیچھے ہلکی سی پھنکار سنائی دی اور جب ناگ سانپ نے اپنی ننھی سی گردن گھمائی تو ایک سفید رنگ کا سانپ زمین میں سے نکل کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سانپ کے سر پر تاج تھا۔ عام طور پر زمین میں دفن خزانوں کی حفاظت کرنے والے سانپوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے لیکن جہاں بہت سے بادشاہوں یا راجاؤں کے خزانے دفن ہوں وہاں سانپوں کا سرتاج سفید سانپ پہرہ دیتا ہے۔ سفید سانپ نے قریب آ کر ناگ سانپ کو غور سے دیکھا۔ اچانک اسے ایک خاص حس کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد سے ناگ سانپ کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ یہ خوشبو سوائے ناگ دیوتا کے اور کسی سانپ کے جسم سے نہیں آ سکتی تھی۔ سفید سانپ کچھ گھبرا سا گیا کہ اگر یہ ناگ دیوتا ہے تو پھر یہ اتنا چھوٹا کس طرح سے ہو گیا ہے۔ اس نے ناگ سانپ سے کہا:

"تم نے مجھے کس لیے آواز دی ہے دوست؟"

ابھی سفید سانپ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے شک ہو رہا ہے کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔

ناگ سانپ نے کہا:

"میں اپنے آقا سپیرے کے حکم سے یہاں دفن سات راجاؤں کے خزانے کا سراغ لگانے آیا ہوں کیا تم ہی اس بڑے خزانے کے محافظ ہو؟"

سفید سانپ فوراً سمجھ گیا کہ دنیا کا کوئی سانپ اتنی جرأت سے یہ بات نہیں کہہ سکتا جو ناگ سانپ نے اسے کہی ہے۔ یقیناً یہ ناگ دیوتا ہی ہے۔

سفید سانپ بولا:

"ہاں میں ہی سات راجاؤں کے خزانے کا پہرے دار ہوں۔ مگر میں تو خزانے کی حفاظت پر

لگایا گیا ہوں۔ میں تمہارے آقا کے حوالے یہ خزانہ کیسے کر سکتا ہوں؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"میرا آقا جادوگر ہے۔ اسے طلسمی منتر یاد ہیں۔ وہ ان کے عمل سے تمہیں بھی اپنا غلام بنا سکتا ہے۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

"اس کا مطلب ہے کہ تم پر بھی اس جادوگر سپیرے نے جادو کر رکھا ہے؟"

ناگ سانپ بولا:

"یہ میں نہیں جانتا۔ میں اپنے آقا کا غلام ہوں۔ اگر تم نے مجھے خزانے کا پتہ نہ بتایا تو تمہیں مجھ سے جنگ کرنی پڑے گی۔ جو زندہ رہے گا وہی خزانے کا مالک ہو گا۔"

دلیری اور بہادری کی یہ دوسری مثال تھی جس کا مظاہرہ سوائے ناگ دیوتا کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بات ہم نے قدیم داستانوں میں پڑھی ہے کہ بڑے بڑے خزانوں کے محافظ سفید سانپ بڑی طاقت کے مالک ہوتے ہیں چونکہ وہ امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی دیانت داری سے ایسا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے قدرت نے انہیں خاصی طاقت عطا کر رکھی ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ طاقت ناگ دیوتا کی طاقت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہوتی پھر بھی خزانے کے سفید سانپ کئی ایسی باتیں کر لیتے ہیں جن پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

سفید سانپ نے ناگ سانپ سے کہا:

"جنگ کرنے سے پہلے میں ایک بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم بتاؤ گے؟"

ناگ سانپ بولا:

"پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

سفید سانپ نے پوچھا:

"کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کسی نے منتر پڑھ کر پھونکا تھا اور تم چھوٹے سے سانپ بن گئے تھے؟"

ناگ سانپ نے کہا:

"مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس قسم کی فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش مت کرو۔ اگر تم مجھے خزانے کا سراغ نہیں بتاتے تو میں تم پر وار کرنے لگا ہوں۔"

سفید سانپ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ اس نے بڑے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ ناگ دیوتا ہیں۔ زمین اور سمندر کے نیچے کے سارے سانپوں کے آقا۔ آپ ہوش میں آئیے میں آپ کو سلام کرتا ہوں۔"

ناگ سانپ کو تو کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ اس نے پھنکار مار کر کہا:

"میں کسی ناگ دیوتا کو نہیں جانتا۔"

اور یہ کہہ کر سفید سانپ کو اچھل کر ڈس دیا۔ بھلا اتنے چھوٹے سے سانپ کے ڈسنے سے سفید سانپ پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے اور بولا:

"میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں سات راجاؤں کے خزانے تک لیے چلتا ہوں۔"

ناگ سانپ خوشی خوشی سفید سانپ کے پیچھے چل پڑا۔ سفید سانپ اسے زمین کے نیچے ایک لمبی سرنگ میں لے گیا جہاں ہیرے جواہرات سونے کے سکوں، سونے کے زیورات اور شاہی لعل و جواہر اور ہاروں سے بھری ہوئی بڑی بڑی سات دیگیں ایک دوسری کے ساتھ دیوار کے ساتھ رکھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئی تھیں۔ سفید سانپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا،
"یہ ہے سات راجاؤں کے خزانے کی سات دیگیں"
ناگ سانپ نے ایک بڑے پتھر پر چڑھ کر ساتوں دیگوں کو دیکھا اور بولا:
"ان دیگوں پر مہریں لگی ہیں۔ یہ کیسے کھلیں گی؟"
سفید سانپ یہی چاہتا تھا کہ ناگ دیوتا ایسا سوال کرے۔ اس نے کہا:
"یہ دیگیں ایک خاص مہر کے رگڑنے سے کھلتی ہیں جو اس سامنے رکھی بانسری کے اندر موجود ہے تم اس بانسری میں گھس کر وہ مہر نکال لاؤ اور پھر یہ ساری دیگیں کھول سکو گے اور خزانہ تمہارے آقا کا ہو جائے گا۔"
ناگ سانپ غصے سے بولا:
"اس میں ضرور تمہاری کوئی چال ہو گی۔ تم خود بانسری میں سے طلسمی مہر نکال کر لاؤ۔"
سفید سانپ کہنے لگا:
"اگر یہ کام میں کر سکتا تو تمہارے کہنے سے پہلے ہی کر دیتا۔ لیکن میں خزانوں کا پہرے دار ہوں۔ میرا کام خزانے کی حفاظت کرنا ہے۔ خزانہ

کسی کے حوالے کرنا نہیں۔ اس لیے یہ طلسمی مہر صرف تم ہی نکال سکتے ہو۔ میں بانسری میں گیا تو طلسمی مہر کا اثر جاتا رہے گا۔"
ناگ سانپ لاجواب ہو گیا۔ اس نے کہا:
"اچھا میں خود بانسری میں سے طلسمی مہر نکال کر لاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر ناگ سانپ پتھر کی ایک سل پر رکھی ہوئی بانسری کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ بانسری سفید سانپ کی طلسمی بانسری تھی۔ اس بانسری میں صرف یہ خوبی تھی کہ جو کوئی سانپ اس کے اندر داخل ہوتا تھا اس کی اصلیت ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور اپنی اصلی حالت پر واپس آ جاتا تھا۔ ناگ سانپ بانسری میں رینگتا ہوا آگے تک گیا مگر اسے طلسمی مہر کہیں نظر نہ آئی۔ وہ دوسری طرف سے بانسری سے باہر آ گیا۔ اسے بانسری کے اندر اپنے جسم میں کسی گرم شے کی لہریں داخل ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ باہر آ کر وہ غصے سے بولا:
"سفید سانپ! تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ بانسری میں کوئی طلسمی مہر نہیں ہے۔ میں تمہیں ......"
یہ کہتے کہتے ناگ سانپ رک گیا۔ سفید سانپ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غور سے دیکھ رہا تھا۔ ناگ سانپ میں تبدیلی پیدا ہو رہی
تھی۔ وہ اپنی اصلی حالت پر واپس آ رہا تھا۔ پہلا اثر تو
یہ ہوا کہ ناگ سانپ سائز میں عام سانپ جتنا بڑا ہو گیا۔
اس کے بعد ناگ سانپ کی تمام یادداشت واپس آ گئی۔
اب وہ ناگ دیوتا تھا۔ اس نے اپنا سر جھٹک کر ادھر اُدھر
دیکھا اور بولا:

"یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ تم کون ہو؟"

سفید سانپ کو اب ناگ دیوتا کی بھرپور خوشبو آنے لگی
تھی۔ اس نے فوراً اپنا سر جھکا دیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! آپ پر کسی سپیرے نے جادو کر
دیا تھا اور اسی سات راجاؤں کے خزانے کو چرانے
کے لیے یہاں بھیجا تھا۔ ان دیگوں میں سات راجاؤں
کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔"

ناگ کو اب سب کچھ یاد آ گیا۔ اس نے کہا:

"سفید سانپ! مجھ پر واقعی اس عیار سپیرے نے
بہت شدید اور طاقتور قسم کا جادو کیا ہوا تھا۔ میں
تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے اس
جادو سے نجات دلائی۔ میں سب کچھ سمجھ گیا
ہوں۔ یہ خزانہ زمین کی امانت ہے۔ اس میں کوئی

خیانت نہیں کر سکے گا۔ میں اس عیار سپیرے کو
جا کر سمجھ لوں گا۔"

سفید سانپ نے ادب سے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! مجھے خوشی ہے کہ میں نے آپ
کی کوئی خدمت کی۔"

ناگ خاموشی سے سرنگ اور تہہ خانے میں سے رینگتا
ہوا اس غار میں آ گیا جہاں کچھ فاصلے پر اس نے عیار
سپیرے کو دیکھا کہ موم بتی جلائے بیٹھا ہے۔ ناگ کو اب عیار
سپیرے کے بارے میں ایک ایک بات یاد آ رہی تھی۔ ناگ
نے فوراً سانس اندر کو کھینچا اور دوبارا اپنے آپ کو چھوٹے
سے نیلے سانپ کے روپ میں تبدیل کر لیا۔ وہ رینگتا ہوا
سپیرے کے قریب آ گیا اور سانپ کی زبان میں بولا:

"میرے آقا! زمین کے نیچے ایک کشادہ سرنگ ہے
اس سرنگ میں سات راجاؤں کا خزانہ سات
بڑی بڑی دیگوں میں بند پڑا ہے۔ آپ یہاں
زمین کھود کر اس خزانے کو نکال سکتے ہیں۔"

سپیرا بہت خوش ہوا۔ اس نے ناگ کو اٹھا کر جھولے
میں ڈالا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ اندھیرا شہر
تھا اور اسی شہر کے سوداگر پربھاکر کی حویلی میں کیتی ایک ہری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی شکل میں دالان میں بندھی ہوئی تھی اور پربھاکر کے بچے
اسے دانہ کھلا رہے تھے۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ کیٹی ہرنی
کی گردن میں طلسمی بھڑ کا ڈنک تھوڑا سا باہر نکلا ہوا
ہے۔ کیٹی چونکہ ہرنی بن چکی تھی اور اس پر کالی بھڑ کے
طلسم کا اثر تھا اس لیے وہ کسی انسان کو بو محسوس نہیں
کر سکتی تھی۔ اس اعتبار سے وہ عنبر ناگ ماریا اور تھیوسانگ
کی خوشبو محسوس کرنے سے محروم ہو گئی تھی۔ وہ صرف دیکھ کر
انہیں پہچان سکتی تھی۔ نہ ان سے بات کر سکتی تھی اور نہ
ان کی خوشبو سونگھ سکتی تھی۔

دوسری طرف ناگ عیار پیپرے کے جھولے میں بند تھا۔
وہ چونکہ اپنی اصلی حالت میں تھا اس لیے وہ تھیوسانگ
عنبر ماریا اور کیٹی کی خوشبو محسوس کر سکتا تھا۔ لیکن مصیبت یہ
ہوئی تھی کہ ہرنی بن جانے کے بعد کیٹی کے جسم سے اس
کی انسانی خوشبو نکلنا بند ہو گئی تھی۔ چنانچہ ناگ کو اس شہر
میں سے عنبر ماریا تھیوسانگ اور کیٹی میں سے کسی کی خوشبو نہیں
آ رہی تھی۔ اگرچہ کیٹی ہرنی کی شکل میں اسی شہر کے سوداگر پربھاکر
کی حویلی میں موجود تھی۔ ناگ کے سامنے اس وقت پہلا کام یہ
تھا کہ سات راجاؤں کے خزانے کو اس لالچی عیار پیپرے سے
بچایا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ عنبر ماریا تھیوسانگ

اور کیٹی کی تلاش میں نکلنا چاہتا تھا۔ سرائے میں پہنچ کر
عیار پیپرے نے سب سے پہلے ناگ کو جھولے میں سے
نکال کر لکڑی کی ایک ڈبی میں بند کیا۔ اس ڈبی کے ڈھکن
میں دو معمولی سے سوراخ بنے ہوئے تھے تا کہ ہوا
اندر جا سکے۔ پیپرے نے ناگ والی ڈبی کونے میں فرش
کا پتھر اکھاڑ کر وہاں سنبھال کر رکھ دی اور خود بازار سے
کدال خریدنے چل دیا۔ وہ اکیلا ہی خزانہ کھود کر نکلنا چاہتا
تھا۔ ناگ اس کا پیچھا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ فوراً لکڑی کی
ڈبی کے سوراخ میں سے باہر نکلا۔ کوٹھڑی سے باہر آ کر
اس نے عقاب کی شکل بدلی اور دیکھا کہ لالچی پیپرا درختوں
کے درمیان سے گزرتی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ ناگ اس
کے اوپر اڑنے لگا۔ عیار پیپرے نے بازار میں سے ایک
کدال خریدی اور سیدھا ان پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا
جن کے ایک غار میں سات راجاؤں کے خزانے دفن تھے۔
ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا۔ وہ
جانتا تھا کہ پیپرا کدھر جا رہا ہے۔ چنانچہ ناگ پہلے ہی
اڑ کر خزانے والی غار کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ گیا
تھوڑی دیر بعد پیپرا بھی وادی میں پہنچ گیا۔ ناگ کو معلوم تھا
کہ پیپرے کے پاس کچھ جادو کے منتر ہیں جن کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ اس لئے یہی فیصلہ کیا کہ وہ لالچی سپیرے کو اس کے انجام تک پہنچانے کا کام خزانے کے سفید سانپ کے سپرد کرے۔ یہ کام بھی اسی کا تھا۔

ناگ تیزی سے چھوٹے اڑن سانپ کی شکل میں غار میں داخل ہوا اور اس نے سفید سانپ کو آواز دے کر بلا لیا۔ ابھی سپیرا غار سے کافی دور تھا اور ایک پہاڑی پگ ڈنڈی پر کدال کاندھے پر رکھے خزانہ لوٹنے چلا آ رہا تھا۔ ناگ نے سفید سانپ کو سب کچھ سمجھایا اور غار سے باہر آکر عقاب کی شکل میں غار کے سامنے والی چٹان پر بیٹھ گیا۔

سپیرا اب اس کچے راستے پر آ گیا تھا جو غار کے دہانے کی طرف آتا تھا۔ اتنے میں غار میں سے سفید سانپ نکل کر کہیں غائب ہو گیا۔ ناگ خاموشی سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ لالچی سپیرا غار کے سامنے آکر رک گیا اور بیٹھ کر ذرا دیر کے لیے دم لینے لگا۔ اتنے میں ناگ نے دیکھا کہ سفید سانپ جھاڑیوں میں سے رینگتا ہوا نکلا اور سپیرے کے پیچھے آکر رک گیا۔ پھر اس نے اپنا پھن پھیلایا اور زمین سے اتنا اونچا ہو گیا کہ

سانپ کا پھن سپیرے کی گردن تک پہنچنے لگا۔ سپیرے کو خبر نہیں تھی۔ پھر فضا میں ایک پھنکار کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سفید سانپ نے سپیرے کی گردن پر ڈس دیا۔ اگر وہ سپیرے کی ٹانگ یا بازو پر ڈستا تو ممکن تھا کہ سپیرے کو اپنا علاج کرنے یا منتر پڑھ کر پھونکنے کی مہلت مل جاتی مگر چونکہ سانپ نے گردن پر ڈسا تھا اس لیے زہر بڑی تیزی سے اس کے دماغ تک پہنچ گیا اور اس کا ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا۔ سپیرا پتھر کے بُت کی طرح آگے کو گر پڑا۔

ناگ چٹان سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے انسان کی شکل بدلی اور سفید سانپ سے کہا:

"تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ تمہیں یہ فرض سونپا گیا ہے کہ جو کوئی زمین کی امانت خزانے کو چرانے آئے تم اسے اگلی دنیا میں پہنچا دو۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

"عظیم ناگ دیوتا! ہم ہمیشہ اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔ میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو بتایئے۔"

ناگ بولا: "میں تمہارا اور تمہاری بانسری کا پہلے ہی احسان مند ہوں کہ مجھ پر کیا گیا طلسم زائل ہو گیا سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا۔ اب تم واپس جا کر خزانے پر پہرہ دو۔ میں
بھی جاتا ہوں۔"

سفید سانپ واپس خزانے کی سرنگ میں چلا گیا اور
ناگ انسانی شکل ہی میں شہر آندھرا کی طرف روانہ ہوگیا۔
شہر میں اس وقت دھوپ ماند پڑنے لگی تھی اور
شام کی آمد آمد تھی۔ موسم گرمیوں کا تھا مگر بڑا خوشگوار
تھا۔ سمندر کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ناگ
شہر کے دروازے میں سے اندر آ گیا۔ اس نے گہرا سانس
لیا مگر اسے تھیوسانگ عنبر ماریا اور کیٹی میں سے کسی کی
بھی خوشبو نہ آئی۔ ناگ شہر میں دیر تک گھومتا رہا۔ سورج
اب غروب ہونے لگا تھا اور دھوپ سنہری ہو کر سمٹ
رہی تھی۔ راجہ کا محل شہر کے درمیان ایک ٹیلے کے اوپر
بنا ہوا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا محل تھا جس کی چاروں
جانب اونچے برج اور مینارے بنے ہوئے تھے۔
ناگ نے سوچا کہ چلو ذرا راجہ کے محل کی سیر کر لیتے ہیں۔
شاید وہاں دوستوں کا کوئی سراغ مل جائے۔ ناگ محل
کی طرف چلنے لگا۔ جب وہ ایک ویران جگہ پر پہنچا تو
اسے ایک سپاہی نے پیچھے سے آ کر گردن سے پکڑ لیا۔ ناگ
کو معلوم نہیں تھا کہ یہ راجہ کے محل کے محافظ ہیں اور

اگر کوئی محل کے باہر اس علاقے میں آ جائے تو اسے
زندہ نہیں چھوڑتے۔ راجہ آندھر کا حکم تھا کہ محل کے آس
پاس دو میل تک اگر کوئی آدمی نظر آ جائے تو اسے فوراً
قتل کر دیا جائے۔ یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ اس سپاہی
نے ناگ کی گردن پر تلوار کا وار نہیں کیا تھا۔ اس کی
وجہ یہ تھی کہ ناگ ایک نوجوان تھا اور سپاہی کے دل
میں رحم آ گیا تھا۔

ناگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا:
"کون ہو تم؟ مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟"
سپاہی بولا: "تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔
اگر تمہاری جوانی پر مجھے ترس نہ آتا تو ابھی تیری
گردن زمین پر پڑی ہوتی۔"
ناگ نے دل میں اس کا شکریہ ادا کیا۔ واقعی اگر وہ
چاہتا تو پیچھے سے وار کر کے اس کی گردن اڑا سکتا تھا۔
ناگ نے کہا:
"جناب میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں اور
آپ کے شہر میں سیر و سیاحت کی غرض سے
آیا ہوا ہوں۔"
سپاہی بولا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی آدمی نہیں آ سکتا؟"

ناگ نے کہا:

"جناب میں اس شہر میں پردیسی ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس طرف کبھی نہ آتا۔"

سپاہی کہنے لگا:

"اب چونکہ تم آ گئے ہو اس لیے میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ میں نے تمہیں یہ رعایت ضرور دی ہے کہ تمہاری گردن نہیں اڑائی مگر تمہیں گرفتار کر کے کوتوال کے سامنے ضرور پیش کروں گا۔"

ناگ نے سوچا کہ یہ ایک نیک دل بلکہ رحم دل آدمی ہے اس کی بات مان لینی چاہیے اور پھر کوتوال میرا کیا بگاڑ لے گا۔ چنانچہ اس نے سپاہی سے کہا:

"حضور! جیسے آپ کی مرضی۔ لے چلیں مجھے کوتوال صاحب کے پاس۔"

سپاہی نے ناگ کے ہاتھوں میں رسی ڈال کر باندھی اور اسے شاہی محل کی طرف لے چلا۔ کوتوال کا دفتر شاہی محل کے بڑے گیٹ کے پاس ہی تھا۔ کوتوال اپنا بڑا پیٹ نکالے دفتر کے سامنے تخت پر بیٹھا حقہ پی رہا

تھا۔ چار سپاہی اس کے سامنے ادب سے کھڑے تھے۔ ناگ کو اس کے سامنے جا کر پیش کیا گیا۔ سپاہی نے کوتوال کو بتایا کہ یہ پردیسی ہے اور غلطی سے ادھر آ نکلا تھا۔ اسی لیے میں نے اس کی گردن نہیں اڑائی۔ کوتوال تو سخت غصے میں آ گیا۔

وہ سپاہی پر برس پڑا:

"تم نے اس کی گردن کیوں نہیں اڑائی؟ تم نے راجہ کی حکم عدولی کی ہے۔"

پھر اس نے حکم دیا کہ سپاہی کو لے جا کر درخت کے ساتھ باندھ دو۔ اور جلاد کو بلایا جائے تا کہ راجہ کے حکم نہ ماننے کی سزا میں سپاہی کی گردن اڑا دی جائے۔

سپاہی گڑگڑاتے ہوئے کوتوال کے قدموں پر گر پڑا:

"حضور! میری جان بخشی کی جائے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ وہ بھوکوں مر جائیں گے۔"

کوتوال نے گرجدار آواز میں کہا:

"تم نے راجہ کا حکم نہیں مانا۔ راجہ کا حکم ہے کہ محل کے آس پاس جو کوئی غیر آدمی نظر آئے اس کی وہیں گردن اڑا دی جائے۔ تم نے ایسا نہیں کیا اب تمہاری گردن اڑانا میرا فرض ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے جاؤ اسے اور سامنے والے درخت کے ساتھ باندھ دو۔"

سپاہی گھسیٹتے ہوئے اسے لے گئے اور سامنے والے درخت کے ساتھ رسّی سے باندھ دیا۔ ناگ کو بڑا افسوس ہوا کہ اس بے چارے سپاہی کی جان محض اس لیے جا رہی ہے کہ اس نے ناگ کی جان بچائی تھی۔ اب ناگ کا اخلاقی فرض تھا کہ اس رحم دل سپاہی کی جان بچائے۔

کوتوال اب ناگ کی طرف متوجہ ہوا اور غرّایا۔

"اس کو ابھی کوٹھڑی میں بند کر دو۔ اس کی گردن بعد میں اڑائی جائے گی۔"

دو سپاہیوں نے ناگ کو بازوؤں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے سامنے والی کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا۔ کوٹھڑی کے دروازے پر سلاخیں لگی تھیں اور ایک سپاہی باہر کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ جلاد آ گیا تھا۔ کوتوال اسے سپاہی کی گردن اڑانے کی ہدایت کر رہا تھا۔ ناگ کے لیے اب وقت نہیں تھا۔ اس نے سانس کھینچ کر ایک سانپ کی شکل اختیار کی اور تقریباً اڑتا ہوا جلاد کی گردن پر جا کر بیٹھ گیا۔ جلاد سپاہی کی گردن اڑانے ہی والا تھا کہ ناگ نے اسے ڈس دیا۔ اس نے جلاد کے جسم میں صرف

نا زہر داخل کیا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ جلاد بیہوش ہو کر دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ کوتوال اس کی طرف دو ڑ کر دیکھے کیا ہوا ہے۔ ناگ نے اب ایک شیر کی شکل بدلی اور اتنی زور سے دھاڑ ماری کہ وہاں جتنے لوگ کھڑے تھے دہشت کے مارے ایسے بھاگے کہ پیچھے بھی مڑ کر نہ دیکھا۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُردے کی راکھ

سپاہی درخت سے بندھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔

بے چارہ سوچ رہا تھا کہ جلاد سے بچ گیا تھا اب شیر کا نوالہ بننے والا ہوں۔ ناگ شیر کی شکل میں ایک طرف کو دوڑا اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ یہاں اس نے دوبارا انسان کی شکل اختیار کی اور بھاگ کر واپس آیا۔ سپاہی کی رسی کھولنے لگا۔ سپاہی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ تو قید میں بند تھا باہر کیسے آگیا۔ میدان خالی تھا۔ صرف جلاد بے ہوش پڑا تھا۔

ناگ نے کہا:

"جتنی جلدی یہاں سے فرار ہو سکتے ہو فرار ہو جاؤ میں تمہارے لیے یہی کر سکتا تھا۔"

سپاہی کچھ نہ سمجھ سکا مگر جان بچ گئی تھی اس لیے بھاگ کھڑا ہوا۔

ناگ نے عقاب کی شکل اختیار کی اور محل کی طرف اڑ گیا۔ کیونکہ وہ محل کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ اب شام کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ محل میں روشنیاں ہونے لگی تھیں۔ ناگ عقاب کی شکل میں محل کے باغ میں آیا۔ باغ میں کہیں کہیں چراغ اور مشعلیں روشن تھیں۔ محل کے اندر بھی شمع دان جل رہے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ اسے واپس چلے جانا چاہیے کیونکہ اب اندھیرا ہو رہا تھا اور وہ آسانی سے محل کے باغ اور قلعے کی سیر نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ نے محل کے اوپر ایک چکر لگایا اور واپس مڑا ہی تھا کہ اچانک اس کی نگاہ محل کی چھت پر پڑی جہاں دو سپاہی ایک نوجوان دبلی پتلی لڑکی کو گھسیٹتے ہوئے محل کی دوسری منزل کے برآمدے کی طرف لیے جا رہے تھے۔ لڑکی بلند آواز سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

"مجھے میرے بچے کے پاس جانے دو۔ مجھے میرے بچے کے پاس جانے دو۔"

ناگ تیزی سے غوطہ لگا کر وہاں اوپر فضا میں آگیا۔ سپاہی لڑکی کو گھسیٹ کر برآمدے میں لے گئے جہاں دو طاقتور سیاہ فام حبشی عورتیں کھڑی تھیں۔ انہوں نے لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے مارتے پیٹتے سامنے والے کمرے میں بند کر کے دروازے پر تالا لگا دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا:

"اگر یہ پھر فرار ہو گئی تو ہمارے ساتھ تمہاری بھی خیر نہیں ہے۔"

طاقتور حبشی عورتوں میں سے ایک نے غراتے ہوئے کہا:

"اب یہ کبھی باہر نہیں نکل سکے گی۔"

سپاہی چلے گئے۔ حبشی عورتوں میں سے ایک عورت چلی گئی اور دوسری عورت تلوار سونت کر وہاں پہرہ دینے لگی۔ ناگ نے سوچا کہ ضرور اس لڑکی کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں اور یہاں اسے اس کی مرضی کے بغیر قید میں ڈالا گیا ہے۔ ایک بے کس و مجبور لڑکی کے ساتھ یہ ظلم ہوتا بھلا ناگ کیسے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے وہیں سے غوطہ لگایا اور محل کی چھت پر برآمدے کے کونے میں جہاں اندھیرا تھا۔ اتر آیا۔ اترنے کے بعد اس نے سانپ کی شکل بدلی اور دیوار پر رینگتا موٹی حبشی عورت کے پیچھے نکل آیا۔ اس کو معلوم تھا کہ حبشی عورت کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ اس پر وار کر کے اسے ہلاک بھی کر سکتی ہے۔ ناگ نے پیچھے سے چھلانگ لگائی اور حبشی عورت کے بازو پر گرتے ہی اسے ڈس دیا۔ حبشی عورت کے جسم میں بھی ناگ نے صرف اتنا ہی زہر داخل کیا کہ جس سے وہ رات بھر بے ہوش رہے اور مرے نہیں۔ حبشی عورت

ے جسم میں ناگ کا زہر۔ار نے چونک کر اندھیرے کی طرف
آواز بھی نہ نکال سکی اور گر کر بے ہوش ہو گئی۔ اس لئے وہیں
ناگ اب قید خانے کی کوٹھڑی میں جانے کی بجائے حبشی
عورت کے قریب آیا۔ اس کی کمر سے لگی ہوئی چابی اتاری اور
انسانی شکل میں آ کر کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔
چراغ کی روشنی میں دبلی پتلی قیدی لڑکی گھٹنوں میں سر دیئے آہستہ
آہستہ رو رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر
اٹھایا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے اداس
آنسوؤں بھری آواز میں کہا:

"بھائی! میں ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے میرے بچے کے پاس لے چلو۔ وہ میرے بغیر دودھ نہیں پیئے گا۔ اس کا باپ بھی میری جدائی میں زندہ نہیں رہے گا۔ وہ پہلے ہی بیمار ہے۔"

ناگ نے دروازہ بند کر دیا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا:

"بہن! خاموش رہو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے ہی آیا ہوں۔"

لڑکی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا:

"بھائی! میں جانتی ہوں تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو۔ کیونکہ مجھے راجہ کے لیے یہاں لایا گیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہیوں میں سے ایک نے کہا: حد خوبصورت تھی اور
"اگر یہ پھر فرار ہو گئی تو [illegible] تھا۔ اتنی پاکیزہ اور نورانی
پہرے وا[illegible] یں عمر ناگ نے بہت کم دیکھی تھی۔ اس نے
لڑکی کے قریب جا کر کہا:

"یقین کرو بہن میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں
[illegible]۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں تمہارے خاوند اور
تمہارے بچے کے پاس پہنچا دوں۔"

لڑکی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ناگ نے کہا:

"خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلی آنا۔"

ناگ اسے لے کر قید خانے سے باہر نکل آیا۔ لڑکی نے باہر برآمدے میں پہرے دار حبشی عورت کو بے ہوش پڑے دیکھا تو اسے یقین آ گیا کہ یہ نوجوان سچ مچ اس کی مدد کرنے ہی وہاں آیا تھا۔ باہر مشعل کی روشنی تھی۔ ناگ اسے اندھیرے کی طرف لے گیا۔ یہاں ایک پہرے دار نیزہ لیے چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ نے لڑکی کے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا:

"تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں اس پہرے دار کا بندوبست کرتا ہوں۔"

لڑکی وہیں اندھیرے میں بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے سے

[illegible]ٹ پیدا ہوئی۔ پہرے دار نے چونک کر اندھیرے کی طرف
[illegible]اے وہاں دو انسانی سائے دکھائی دیئے۔ اس نے وہیں
[illegible] آواز دی:

"کون ہے جواب دو۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"بھائی میں ہوں۔ میری ٹانگ میں موچ آ گئی ہے
ذرا میری مدد کرنا۔"

پہرے دار یہ سوچ کر کہ اس کا کوئی ساتھی سپاہی ہے [illegible] کی طرف لپکا۔ جونہی وہ اندھیرے میں آیا اس نے لڑکی [illegible] پہچان لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نیزہ تان کر ناگ پر [illegible] اور ہوا مگر ناگ نے اچھل کر اس کی گردن پر اتنے [illegible]ے مکا مارا کہ وہ پیچھے کو گرا۔ ناگ اپنا روپ نہیں [illegible] چاہتا تھا۔ اس نے پہرے دار کو اوپر تلے چھ سات پوری طاقت سے مارے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

ناگ نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور بولا:

"اس طرف چلو۔ شاید ادھر نیچے جانے کو کوئی راستہ ہو۔"

ناگ نے لڑکی کو ساتھ لیا اور چھت کے کونے والے برج [illegible] طرف دوڑا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہاں پر کوئی پہرے دار [illegible] نہ ہوتا۔ جونہی ناگ نے اسے دیکھا تیزی سے لڑکی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے کھینچا اور برج کے پہلو میں جو ایک کھنڈ سا بنا ہوا تھا اس میں آ کر بیٹھ گیا۔ یہاں مٹی اور اینٹیں اور روڑے بھرے ہوئے تھے۔ پہرے دار کا اس طرف دھیان نہیں گیا تھا۔ یہ پہرے دار نیچے جانے والے زینے کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔

ناگ کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے ایک روڑا اٹھا لیا اور دور پھینکا۔ چھت پر ذرا دور کھٹاک کی آواز پیدا ہوئی تو پہرے دار ادھر کو دوڑا۔ زینے کا دروازہ خالی ہو گیا۔ ناگ نے لڑکی کو آہستہ سے پیچھے آنے کو کہا اور بھاگ کر دبے پاؤں دروازے میں سے زینے میں اتر گیا۔ لڑکی بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ زینے میں اندھیرا تھا۔ لڑکی نے ناگ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترنے لگے۔ یہ زینہ گول تھا اور چکر کھا کر سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ یہ زینہ نیچے محل کے باغ میں جاتا تھا۔

اندھیرا ہونے کی وجہ سے باغ میں انہیں موقع مل گیا۔ مشعلیں جس طرف روشن تھیں ناگ اس طرف نہیں گیا۔ وہ درختوں کے پیچھے آ گیا۔ یہاں شاہی محل کی دیوار تھی انہیں اس دیوار کے پار کسی طرح جانا تھا۔ ناگ نے لڑکی سے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا:

"میرا نام چندرا ہے۔"

ناگ بولا: "چندرا، ہم اس درخت پر چڑھ کر دیوار کی دوسری طرف اتریں گے۔ کیا تم تیار ہو؟"

چندرا نے کہا:

"میں اس دوزخ سے نکلنے کے لیے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے کو تیار ہوں۔"

"میرے پیچھے اس درخت پر چڑھنا شروع کرو۔"

یہ کہہ کر ناگ درخت پر چڑھنے لگا۔ اس درخت کی شاخیں شاہی محل کے باغ کی دیوار کے اوپر تک گئی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں دیوار کے اوپر جا کر بیٹھ گئے۔ دیوار کافی چوڑی تھی۔ دوسری طرف ایک کھائی تھی۔ یہاں لڑکی کے لیے چھلانگ لگانا خطرناک تھا۔ ناگ نے کچھ سوچ کر کہا:

"میں نیچے اترتا ہوں۔ تم اسی جگہ بیٹھی رہو۔ میں نیچے جا کر تمہارے لیے کوئی بندوبست کرتا ہوں۔"

ناگ نے دوسری طرف کھائی میں چھلانگ لگا دی۔ کیونکہ وہاں اسے گھنی جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ ان جھاڑیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں گرا تو ایک سانپ پھنکار مار کر اس کے سامنے آ
گیا۔ اچانک سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی اور وہ سمجھ
گیا کہ اس کے سامنے ناگ دیوتا ہے۔

سانپ نے جھک کر کہا:

"ناگ دیوتا کو میرا نمسکار!"

ناگ نے کہا:

"سنو! ہماری ایک بہن دیوار کے اوپر بیٹھی ہے
اسے کسی طرح وہاں سے نیچے اتارنا ہے۔ میں
نہیں چاہتا کہ وہ کسی سانپ کی مدد سے نیچے آئے
اس طرح سے وہ ڈر کر بے ہوش بھی ہو سکتی ہے۔"

سانپ بولا "عظیم ناگ دیوتا! یہاں دیوار کے نیچے ایک
پہرے دار سپاہی گشت لگاتا ہے۔ اس کے کاندھے
پر رسی کا گچھا لٹک رہا ہوتا ہے تا کہ اگر فوری
ضرورت پڑ جائے تو وہ اس کی مدد سے دیوار پر
چڑھ کر خطرے
کا مقابلہ کر سکے۔"

ناگ کو سانپ نے یہ بڑے پتے کی بات بتائی تھی۔ اس
نے کہا:

"یہ پہرے دار کب ادھر سے گذرے گا؟"

سانپ نے ناگ کو بتایا کہ وہ ابھی ابھی گشت لگاتا
دوسری طرف گیا ہے اور ادھر سے تھوڑی دیر بعد واپس آئے
گا۔ ناگ وہاں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا اور پہرے دار
سپاہی کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے سانپ کو ایک ترکیب
بتا دی تھی۔ جونہی اسے دور سے پہرے دار سپاہی آتا دکھائی
دیا اس نے سانپ سے کہا:

"ہوشیار ہو جاؤ۔"

پہرے دار جب جھاڑیوں کے قریب سے گذرنے لگا تو
سانپ پھنکار مار کر جھاڑیوں سے باہر آ گیا اور اس نے
پہرے دار کے آگے اتنے زور سے اوپر کو چھلانگ لگائی کہ
پہرے دار بھونچکا ہو کر پیچھے کو گرا۔ ناگ نے سانپ کو
ہدایت کر دی تھی کہ وہ اسے ڈس کر ہلاک نہ کرے بلکہ
ڈرا دے۔ پہرے دار پیچھے کو گرا تو سانپ نے اس کی
گردن میں اپنے جسم کو لپیٹ کر اپنا پھن اس کے منہ کے
اوپر کر دیا اور پھنکارنے لگا۔ پہرے دار کا جسم لرزنے
لگا۔ خوف سے اس کی طاقت ہی جاتی رہی۔

ناگ نے فوراً اس کے کاندھے سے رسی کا گچھا اتار
لیا۔ اس رسی کے سرے کے ساتھ لوہے کا آنکڑا بندھا ہوا
تھا۔ ناگ نے چندرا کو آہستہ سے آواز دی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چندرا! میں رسّی پھینک رہا ہوں۔"

ناگ نے رسّی کو گھما کر آنکڑا اوپر پھینکا۔ لوہے کا آنکڑا دیوار کے پتھروں میں پھنس گیا۔ چندرا رسّی کی مدد سے نیچے اتر آئی۔ نیچے اترنے کے بعد اس نے خوفناک منظر دیکھا اس سے اس کا رنگ اُڑ گیا۔ ایک سپاہی زمین پر گرا پڑا کانپ رہا تھا اور ایک سانپ اس کی گردن کے گرد لپٹا پھنکار رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"اتفاق سے یہ سانپ نکل آیا۔ اس نے سپاہی کو دبوچ لیا اور میں نے سپاہی کی رسّی اٹھا کر دیوار پر پھینک دی۔ اب یہاں سے بھاگو کہیں یہ سانپ ہمارے پیچھے نہ لگ جائے۔"

ناگ اور چندرا شاہی باغ کی دیوار سے ہٹ کر کھائی میں اتر گئے۔ کھائی خشک تھی۔ یہاں سے وہ آگے جا کر نکل آئے۔ اب انہیں ایک طرف آندھرا کا شہر اور پہاڑی کی دوسری جانب جنگل کے گھنے درخت نظر آ رہے تھے۔

ناگ نے کہا:

"ہمیں اس جنگل میں جا کر چھپ جانا ہوگا۔"

اور وہ پہاڑی کی ڈھلان سے اتر کر جنگل کی طرف دوڑے

جنگل سنسان اور تاریک تھا۔ یہاں ایک چٹان میں شگاف بنا ہوا تھا جہاں گھاس اُگی ہوئی تھی۔ ناگ اور چندرا وہاں بیٹھ گئے۔ اب ناگ نے اس سے سوال کیا:

"چندرا! اب مجھے یہ بتاؤ کہ شہر میں تمہارا گھر کہاں ہے؟"

چندرا نے کہا:

"ہمارا گھر اس شہر میں نہیں ہے بلکہ یہاں سے کچھ فاصلے پر جنگل کی دوسری جانب سمندر کے کنارے والے گاؤں میں واقع ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"پھر تو ہمیں یہاں رکنے کی بجائے تمہارے گاؤں کی طرف چلنا چاہیئے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ چندرا کو لے کر جنگل میں سے اس کے گاؤں کی طرف چلنے لگا۔ کوئی ایک گھنٹے تک جنگل میں سفر کرنے کے بعد وہ جنگل کے دوسرے کنارے سمندر کے پاس واقع ایک گاؤں میں پہنچ گئے جہاں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں اور ان کے باہر دیئے جل رہے تھے۔ اچانک چندرا نے ایک طرف سے کچھ گھوڑے دوڑتے آتے دیکھے۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"راجہ کے سپاہی میری تلاش میں یہاں آ گئے ہیں وہ میرے خاوند اور بچے کو لے جائیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے دیکھا کہ دس بارہ گھوڑ سواروں نے جھونپڑیوں کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ ان کی ڈھالیں اور تلواریں اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ راجہ آندھر کو چندرا کے فرار کا علم ہو گیا تھا اور اس نے تیز رفتار گھوڑ سوار سپاہی اس کے گاؤں اس کی تلاش میں بھیجے تھے۔ ناگ ایک لمحے کے لیے تو واقعی پریشان سا ہو گیا کہ اتنے سارے گھوڑ سواروں کا وہ فوری طور پر کیسے مقابلہ کرے گا۔ کہیں اس سے پہلے وہ چندرا کے خاوند کو ہلاک ہی نہ کر ڈالیں۔ اسے ایک دم سے غصہ آ گیا کہ یہ اچھا ظلم ہے کہ راجہ جس کی بہو بیٹی کو چاہے اٹھا کر لے جائے اور جس کو چاہے قتل کروا ڈالے۔ اس نے چندرا سے کہا:

"چندرا بہن! اب میں وہ کام کرنے لگا ہوں جس کو دیکھ کر تم ڈر جاؤ گی مگر ڈرنا نہیں۔ میرے پاس ایک جادو ہے۔ میں جادو کرنے لگا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے ایک زوردار پھنکار ماری۔ یہ پھنکار وہ کبھی کبھی اپنے حلق سے نکالا کرتا تھا۔ پھنکار کی آواز پر اس علاقے میں جتنے سانپ تھے ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ جہاں بھی تھے، جیسے بھی بیٹھے تھے تیزی سے ناگ کی طرف لپکے۔ کیونکہ ناگ دیوتا کی جان خطرے میں تھی۔

ں خطرناک پھنکار کا مطلب ہی یہ تھا کہ ناگ دیوتا کی جان خطرے میں ہے۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر علاقے کے ں ساٹھ سانپ ناگ کے سامنے آ کر اپنے اپنے پھن اٹھا کھڑے ہو گئے۔ وہ بار بار اپنے پھن جھکا کر ناگ کو ب کر رہے تھے۔ چندرا نے اتنے سانپ زندگی میں کبھی نہیں ے تھے۔ خوف کے مارے اسے پسینہ آ گیا۔ ناگ نے کہا:

"چندرا گھبرانا نہیں۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

ناگ نے سانپ کی زبان میں حلق سے بار بار سیٹیاں نکالتے ے سانپوں سے کہا:

"گاؤں میں راجہ کے سپاہی میرے بھائی کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان سب کو ڈس کر بے ہوش کر دو۔ خبردار کوئی کسی سپاہی کے جسم میں اتنا زہر داخل نہ کرے کہ کوئی سپاہی مر جائے
فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

سانپ گاؤں کی طرف دوڑے۔ چندرا حیران پریشان سہمی ئی ناگ کے پیچھے بیٹھی تھی۔ اس نے دوڑتے کہا:

"یہ سانپ کہاں گئے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں نے اپنے جادو کی مدد سے انہیں بلا کر حکم دیا ہے کہ راجہ کے سارے سپاہیوں کو ڈس کر بے ہوش کر دیں۔"

چندرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے گاؤں کی جھونپڑیوں کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں راجہ کے سپاہی گھوڑوں پر سوار ان کی جھونپڑی کے آگے آ کر رک گئے تھے پھر اس نے دیکھا کہ دو سپاہی اس کے خاوند کو گھسیٹ کر جھونپڑی سے باہر نکال رہے ہیں۔ چندرا نے چیخ کر کہا:

"وہ میرے پتی کو مار دیں گے۔ اسے بچاؤ۔"

سپاہیوں نے چندرا کی آواز سنی تو اس کی طرف دیکھا ناگ نے چندرا کو پیچھے کھینچ لیا۔ مگر اتنے میں سانپوں نے سارے سپاہیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور پھر ان پر حملہ کر دیا۔ ایک ایک سپاہی پر چار چار سانپ چڑھ گئے۔ سپاہی اس آفت سے گھبرا کر گھوڑوں سے گرنے لگے۔ چیخ و پکار مچ گئی۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں سارے کے سارے سپاہی زمین پر بے ہوش پڑے تھے۔

چندرا بھاگ کر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی۔ اس کا خاوند دہشت بھری نظروں سے سانپوں کو دیکھ رہا تھا جو بے ہوش سپاہیوں کی گردنوں سے اتر کر کھائی کی طرف چلے جا رہے تھے۔

کھائی کے کنارے ناگ موجود تھا۔ سانپوں کے سردار بوڑھے سانپ نے آ کر ناگ کو سلام کیا اور کہا کہ عظیم ناگ دیوتا کے دشمنوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ ناگ نے سردار سانپ کو حکم دیا کہ جتنی جلدی ہو سکے ان سانپوں کو یہاں سے لے کر اپنے ٹھکانوں پر چلے جاؤ کیونکہ بستی کے لوگ اور بچے خوف زدہ ہو جائیں گے۔ سردار سانپ نے سلام کیا اور اپنی زبان میں سانپوں کو خفیہ سگنل دیا۔ پلک جھپکنے میں سارے کے سارے سانپ جنگل کی طرف غائب ہو گئے۔ ناگ چندرا اور اس کے خاوند سے جا کر ملا۔ چندرا اپنے بچے کو سینے سے لگائے اسے پیار کر رہی تھی۔ زمین پر جگہ جگہ راجہ کے سپاہی بے ہوش پڑے تھے۔ چندرا کے خاوند کا نام بھاشی تھا۔ بھاشی نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ اسے اس کی بیوی چندرا نے بتا دیا تھا کہ ناگ نے خاص جادو کے اثر سے ان سانپوں کو بلایا تھا۔ بستی کے لوگ مشالیں لے کر وہاں جمع ہو گئے تھے اور بے ہوش سپاہیوں کو جھک کر دیکھ رہے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ سپاہی مر گئے ہیں اور اب اس بستی پر راجہ کا عتاب نازل ہو گا۔ ناگ نے انہیں بتایا کہ سپاہی مرے نہیں بلکہ بے ہوش ہیں اور صبح انہیں اپنے آپ ہوش آ جائے گا۔ مگر وہ یقین نہیں کر رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاشی نے ناگ کو ایک طرف لے جا کر کہا:
"ناگ بھائی! اب ہم اس بستی میں نہیں رہ سکتے۔ راجہ آندھر بڑا ظالم ہے۔ اس کے سپاہی یہاں آکر ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بستی کے لوگ انہیں بتا دیں گے کہ یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے۔"

بھاشی ٹھیک سوچتا تھا۔ راجہ کو پتہ چلا کہ اس کے سپاہیوں کو بھاشی نے بے ہوش کر دیا تو وہ اپنے خاص محافظ دستے کو یہاں بھیج کر بھاشی کو گرفتار کر کے چندرا کو اپنے قبضے میں کرے گا اور ان کے مکان کو آگ لگا دے گا۔

ناگ نے بھاشی سے پوچھا:
"تم یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟"

بھاشی بولا: "یہاں سے دو دن کے سفر پر تین دریاؤں کو پار کرنے کے بعد ایک بستی پہاڑیوں کے درمیان جنگل میں آباد ہے۔ میرا بڑا بھائی گندھال اس بستی کے شمشان کا باوا ہے۔ وہ مُردے جلانے کا کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاس ہی جا سکتا ہوں۔"

ناگ نے کہا: "ٹھیک ہے تم اسی وقت اپنے بھائی کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

چندرا نے عاجزی سے کہا:

"ناگ بھائی! ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔ راجہ کے سپاہی ہمیں راستے میں پکڑ لیں گے۔ بھگوان کے لیے تم ہمارے ساتھ چلو۔ تم اپنے جادو سے سپاہیوں کا مقابلہ کر سکو گے۔"

ناگ چندرا کو انکار نہ کر سکا۔ وہ ایک وفادار شریف نیک اور پاک دل عورت تھی جو اپنے خاوند اور بچے سے بے پیار کرتی تھی۔

ناگ نے کہا:
"جیسے تمہاری مرضی میری بہن! میں اپنی حفاظت میں تمہیں گندھال کی بستی پہنچاؤں گا۔"

چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ بے ہوش سپاہیوں کے کچھ گھوڑے واپس آکر وہاں کھڑے ہو گئے تھے۔ چندرا نے اپنے بچے کو سینے سے لگایا۔ کپڑوں کی ایک گٹھڑی اٹھا لی۔ اس کے خاوند بھاشی نے چار چھ روٹیاں تھیلے میں ڈال لیں اور گھوڑوں پر بیٹھ کر رات کے اندھیرے میں شمشان کے باوا گندھال کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔

ساری رات وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ بھاشی کو راستے کا پتہ تھا۔ جب دن نکلا تو وہ جنگل سے نکل کر پہاڑی علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ ایک جگہ چھوٹا سا پہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نالہ بہہ رہا تھا۔ انہوں نے وہاں منہ ہاتھ دھویا۔ روٹی کھائی۔ چندرا نے بچے کو دودھ پلایا۔ کچھ دیر آرام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ ابھی تک ان کے تعاقب میں آنے والا ایک بھی سپاہی انہیں نظر نہیں آیا تھا۔ بھاشی کو برابر فکر لگا تھا۔ لیکن چندرا نے کہا:

"ناگ بھائی کا جادو ان سب کو ختم کر دے گا۔"

پھر اس نے ناگ سے پوچھا:

"ناگ بھائی! تمہارے جادو سے یہاں بھی سانپ آ جائیں گے ناں؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"یہ جادو ہی ایسا ہے کہ جب میں منتر پڑھ کر ہوا میں پھونکتا ہوں تو جہاں بھی ارد گرد کوئی سانپ ہوتا ہے وہ میرے پاس آ جاتا ہے۔"

بھاشی بولا: "میں نے ایسا جادو آج تک کبھی نہیں دیکھا۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ چلتے چلے گئے۔ پہاڑی علاقہ بہت وسیع تھا۔ دوپہر کو بھی انہوں نے ایک جگہ آرام لیا۔ پھر سفر پر چل پڑے۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے وہ بھاشی کے بھائی گندھال کی بستی میں پہنچ گئے۔ گندھال کا جھونپڑا بستی

ے باہر شمشان بھومی یعنی ہندوؤں کے قبرستان میں تھا۔ ہاں ہندو لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے تھے۔ گندھال مُردوں ر جلاتا تھا۔ اور اس کے عوض اسے تانبے کے کچھ سکے اور ال چاول آٹا ملتا تھا۔ اپنے بھائی اور بھابی کو دیکھ کر وہ را خوش ہوا۔ بھاشی نے اسے ناگ سے ملایا اور غلطی کی کہ اپنے بھائی گندھال کو یہ بتا دیا کہ ناگ کے پاس ک جادو ہے جس کی مدد سے وہ سانپوں کو بلا لیتا ہے۔ ندھال نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اسے ایک مدت ے کسی ایسے آدمی کی تلاش تھی جو سانپوں کو منتر پڑھ ر بلا سکتا ہو۔ مگر گندھال بڑا چالاک آدمی تھا۔ اس نے ی حیرانی کو ناگ پر بالکل ظاہر نہ ہونے دیا اور اُلٹا ل سے کہا:

"ارے بھائی! ایسے منتر تو بہت سے جوگی لوگ بھی جانتے ہیں۔"

ناگ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا:

"جناب میں نے تو آج تک ایسا جوگی نہیں دیکھا جو سانپوں کو منتر پڑھ کر بلا لیتا ہو۔"

گندھال مکاری سے کہنے لگا:

"اچھا تو پھر تم کسی سانپ کو اپنے منتر کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلا کر دکھاؤ تو مجھے یقین آئے گا۔"

ناگ کے لیے یہ بھلا کون سی مشکل بات تھی۔ اس نے گندھال سے کہا:

"ابھی بلا کر دکھاتا ہوں۔"

ناگ نے یونہی ایک اوٹ پٹانگ منتر پڑھا اور سانپوں کی زبان میں آواز دی کہ اگر اس شمشان کے آس پاس کوئی سانپ ہو تو فوراً حاضر ہو۔ سانپ ہندوستان میں ہر جنگل ہر قبرستان اور شمشان میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ناگ کی آواز پر ایک کالا سانپ پھن اٹھائے وہاں آگیا۔ چندرا اور بھاشی تو ڈر کر ایک طرف ہٹ گئے۔ گندھال بڑا حیران ہوا۔ سانپ نے آتے ہی ناگ کے آگے اپنا پھن جھکا کر سلام کیا تو گندھال کو شک گذرا کہ یہ شخص جس کا نام ناگ ہے محض جادوگر نہیں ہے بلکہ اصل میں معاملہ کچھ اور ہے۔ اوپر سے گندھال نے ڈرتے ہوئے کہا:

"ناگ بھیا! مجھے یقین آگیا کہ تم سانپوں کا منتر جانتے ہو اب بھگوان کے لیے اس کالے سانپ کو واپس بھیج دو۔"

ناگ نے سانپ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ سانپ جدھر سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا۔ سانپ کے جانے کے بعد ناگ

نے بڑی شان سے سر اٹھا کر کہا:

"کہو گندھال اب تو تمہیں یقین آگیا کہ میں سانپوں کو بلانے کا منتر جانتا ہوں۔؟"

گندھال نے ہاتھ جوڑے اور کہا:

"بھائی آپ تو کمال کے جادوگر ہیں۔ میں مان گیا آپ کو۔ مگر یہ جادو آپ نے کہاں سے سیکھا؟"

ناگ کہنے لگا:

"بس ایک سپیرے کی خدمت کی تھی اس نے مرنے سے پہلے یہ منتر مجھے بتا دیا تھا۔"

گندھال نے ناگ کی بہت تعریف کی اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا اور چندرا اور بھاشی کے لیے جھونپڑے کے باہر چارپائیاں بچھا دیں پھر بولا:

"تم لوگ آرام کرو۔ میں تمہارے لیے بازار سے کچھ سبزی ترکاری لے کر ابھی آتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تو اب واپس جاؤں گا۔ کیونکہ میرا کام ختم ہو گیا ہے۔"

گندھال اندر سے پریشان ہو گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ناگ وہاں سے جائے۔ اس نے ہاتھ باندھ لیے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عاجزی سے کہا:

"ناگ بھیا! میری خوش قسمتی ہے کہ تم میرے گھر آئے ہو۔ اگر تم اتنی جلدی چلے گئے تو مجھے ساری زندگی اس کا غم رہے گا۔ مجھ پر کرپا کرو اور کم از کم ایک رات میرے ہاں ٹھہر جاؤ۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

ناگ نے کہا:

"گندھال بھائی! اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو میں ضرور ایک رات کے لیے ٹھہر جاتا ہوں۔"

گندھال چندرا اور بھاشی بہت خوش ہوئے۔ گندھال یہی چاہتا تھا۔ ناگ چارپائی پر بھاشی کے پاس بیٹھ گیا۔ چندرا نے بچے کو جھونپڑی میں سلا کر آئی اور چولہے میں آگ جلانے لگی۔ گندھال سبزی ترکاری لینے بستی کے بازار کی طرف چل دیا۔ سبزی ترکاری لانے کا ایک بہانہ تھا۔ اصل میں وہ اپنی استانی اور جادو ٹونے کی ماہر بوڑھی عورت رنگنی سے ملنے جا رہا تھا۔ یہ ساٹھ برس کی عیار عورت بستی کے دوسرے کنارے جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہتی تھی۔ گندھال نے جاتے ہی اس کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا:

"ماتا رنگنی! قسمت مجھ پر مہربان ہو گئی ہے۔ میری

جھونپڑی میں بھگوان نے ایک ایسے آدمی کو بھیج دیا ہے جو سانپوں کو بلانے کا منتر جانتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ سانپوں کا سردار ہے۔ کیونکہ جس سانپ کو میرے سامنے اس نے بلایا تھا اس نے ناگ کے آگے اپنا سر جھکا دیا تھا۔"

مکار بوڑھیا رنگنی کے بھدے کالے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے لال لال آنکھوں سے گندھال کی طرف دیکھا اور کہا:

"گندھال! مجھے دال میں کچھ کالا کالا لگتا ہے۔ اگر تم مجھے اس آدمی کے سر کا ایک بال لا دو تو میں تمہیں اپنے جادو کی مدد سے بتا سکوں گی کہ یہ آدمی کون ہے۔"

گندھال بولا: "میں آج ہی تمہیں اس کے سر کا بال لا دوں گا۔"

رنگنی جادوگر کی جھونپڑی سے نکل کر گندھال نے بازار سے کچھ سبزی ترکاری خریدی اور واپس شمشان اپنی جھونپڑی میں آ گیا۔ چندرا روٹیاں پکا رہی تھی۔ بھاشی جنگل سے لکڑیاں لانے گیا ہوا تھا۔ ناگ باہر چارپائی پر بیٹھا تھا۔ گندھال نے ترکاری کا تھیلا چندرا کے پاس رکھ دیا اور ناگ کے پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ کر بیٹھ گیا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد اس نے ناگ کے سر کی طرف دیکھ کر کہا:

"بھائی تمہارے بال بڑے خشک ہو رہے ہیں۔ میرے پاس ناریل کا تیل ہے۔ لاؤ میں تمہارے سر میں اس کی مالش کرتا ہوں۔"

ناگ اسے منع ہی کرتا رہا مگر گندھال جھونپڑی میں سے ناریل کے تیل کی بوتل نکال لایا اور ناگ کے سر میں تھوڑا سا تیل ڈال کر مالش کرنے لگا۔ اس کا اصل مقصد ناگ کے سر کا ایک آدھ بال اڑانا تھا۔ ناگ کے سر کی مالش کرتے ہوئے ایک بال اڑانا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ چنانچہ مالش کرتے کرتے گندھیال نے ناگ کے سر کا ایک بال اڑا لیا اور اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ دوپہر کے بعد گندھال ناگ کے سر کا بال لے کر جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ جادوگرنی رنگنی نے ناگ کے بال کو انگلیوں سے پکڑا اور اسے موم بتی کی لو پر رکھ دیا۔ بال تیزی سے جل گیا۔ اس میں سے جو دھواں نکلا جادوگرنی نے اسے سانس کے ساتھ اپنے اندر کھینچ لیا اور آنکھیں بند کر کے چپ ہو گئی۔

پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ مکاری سے مسکرا دی تھی گندھال نے بے چینی سے پوچھا:

"یہ جادوگر کون ہے رنگنی ماتا؟"

جادوگرنی رنگنی نے حلق سے عجیب ڈراؤنی آواز نکالی اور بولی:

"گندھال! تمہیں مبارک ہو۔ یہ آدمی اصل میں ایک سانپ ہے۔"

"سانپ؟" گندھال کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا: "ماتا رنگنی! تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

جادوگرنی رنگنی بولی:

"یہ صرف سانپ ہی نہیں بلکہ سانپوں کا دیوتا ناگ دیوتا ہے۔"

گندھال حیرت میں ڈوب گیا۔ رنگنی جادوگرنی کہنے لگی:

"گندھال بھگوان تجھ پر مہربان ہے۔ اس نے دنیا جہاں کے خزانے تیرے قدموں میں پھینک دیئے ہیں۔"

گندھال بولا: "میں سمجھا نہیں رنگنی ماتا۔"

جادوگرنی رنگنی نے کہا:

"تم کبھی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو سانپوں کی زبان جانتا ہو۔ تاکہ تم اس کی مدد سے شیش ناگ کو بلا کر اسے اپنے قابو میں کر سکو۔ لیکن خود ناگ دیوتا چل کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔ اگر تم اپنے قبضے میں کر لو گے تو تمہارے جسم میں تمہاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھوں میں اتنی زبردست تبدیلی پیدا ہو جائے گی کہ تم زمین کو اس کی تہہ تک دیکھ سکو گے۔"

گندھال نے جادوگرنی رنگنی کے پاؤں پکڑ لیے۔

"ماتا رنگنی! میں ساری زندگی تیری خدمت کروں گا مجھے بتا دے کہ میں ناگ دیوتا کو کس طریقے سے اپنے قبضے میں کر سکتا ہوں؟"

جادوگرنی رنگنی نے گندھال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"کیا تمہارے پاس کسی تازہ جلے ہوئے مردے کی راکھ ہے؟"

گندھال جلدی سے بولا:

"ہاں ۔ ابھی پرسوں میں نے ایک مردے کو جلایا تھا۔ چتا پر ابھی تک اس کی راکھ پڑی ہے"

جادوگرنی رنگنی نے کہا:

"اس مردے کی تھوڑی سی راکھ پوٹلی میں باندھ کر اپنے پاس رکھ لو۔ رات کو جب ناگ دیوتا اپنی چارپائی پر لیٹا ہو تو کسی طریقے سے چٹکی بھر راکھ اس کے جسم پر ڈال دو۔"

گندھال نے پوچھا:

"اس سے کیا ہوگا؟"

رنگنی بولی: "راکھ تم ایک خاص منتر پڑھ کر ڈالو گے تو

میں تمہیں بتا دوں گی۔ راکھ جب ناگ کے جسم پر گرے گی تو وہ ایک چھوٹی سی مکڑی بن جائے گا اس مکڑی کو لے کر تم میرے پاس آ جانا۔"

جادوگرنی نے گندھال کے کان میں خفیہ منتر بتایا اور گندھال جادوگرنی سے رخصت ہوا۔

جادوگرنی کی جھونپڑی سے نکل کر جب گندھال اپنی جھونپڑی کی طرف جا رہا تھا تو اس کا دل آنے والی خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک زبردست طاقت آنے والی تھی۔ گندھال نے شمشان میں پہنچتے ہی دیکھا کہ کون کہاں کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ بھاشی اور چندرا چولہے کے پاس بیٹھے تھے۔ چندرا بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ گندھال نے پوچھا کہ ہمارا پیارا بھائی ناگ کہاں ہے؟ بھاشی نے بتایا کہ وہ بستی کے پار والے جنگل کی سیر کو گیا ہے۔ گندھال کو تشویش ہوئی کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے۔ اتنے میں اسے دور پہاڑیوں کے پیچھے سے ناگ آتا نظر آیا۔ گندھال نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھونپڑی میں سے ایک پوٹلی نکال کر لے آیا اور چتا کے چبوترے کے پاس جا کر ناگ کے آنے سے پہلے پہلے اس نے جلے ہوئے مردے کی تھوڑی سی راکھ اٹھا کر پوٹلی میں ڈالی اور جھونپڑی میں لے جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رکھ دی۔ چندرا اور بھاشی نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

ناگ آیا تو اس کے ہاتھ میں پھولوں کی ایک شاخ تھی۔ اس نے کہا:

"یہ بڑے خوبصورت پھول ہیں۔"

گندھال بولا: "اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ تم کچھ دیر یہاں رک کر جنگل کی سیر کرو۔ یہاں اس سے بھی زیادہ خوبصورت پھول کھلتے ہیں۔"

ناگ چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری میزبانی کا بہت بہت شکریہ گندھال لیکن میرا آندھرا شہر میں جانا بہت ضروری ہے۔"

گندھال نے دل میں کہا کہ اب تم کبھی آندھرا شہر میں نہ جا سکو گے۔

رات کو انہوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر چندرا اور بھاشی جھونپڑی میں جا کر سو گئے۔ ناگ اور گندھال جھونپڑی کے باہر چارپائیوں پر بیٹھے باتیں کرنے لگے۔

گندھال بڑی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

"ناگ بھیا! مجھے تو تم سے بالکل اپنے بھائیوں ایسا پیار ہو گیا ہے۔ کل تم چلے جاؤ گے تو میں بہت

اداس ہو جاؤں گا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"فکر نہ کرو۔ موقع ملا تو میں تم لوگوں سے ملنے یہاں ضرور آؤں گا۔"

پھر گندھال جان بوجھ کر جمائیاں لینے لگا۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مجھے نیند آ رہی ہے۔ اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! تم سو جاؤ۔ نیند تو مجھے بھی آ رہی ہے لیکن کیا کروں۔ صبح صبح ایک مردہ آ رہا ہے۔ اس کے لیے چتا پر لکڑیاں چننے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر گندھال اٹھ کر جھونپڑی کے دروازے کی طرف گیا وہاں سے لکڑیاں اٹھائیں اور قریب ہی چتا کے چبوترے پر جا کر لکڑیوں کو لگانے لگا۔ ناگ کو نیند کہاں آ رہی تھی مگر اس خیال سے کہ گندھال کو اس پر شک نہ پڑ جائے وہ چارپائی پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور عنبر ماریا تھیوسلنگ اور کیتھ کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اس وقت کہاں ہوں گے؟ کس عالم میں ہوں گے۔ اسے وہاں کسی جانب سے بھی ان دوستوں کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

دوسری طرف مکار، گندھال لکڑیاں لینے جھونپڑی کے دروازے پر آیا۔ وہاں سے لکڑیاں اٹھاتا اور چتا پر جا کر رکھنے لگتا۔ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بار اس نے چوری چوری دیکھا کر ناگ کی آنکھیں بند تھیں۔ مردے کی راکھ والی پوٹلی اس نے پہلے ہی سے اپنی جیب میں رکھ لی تھی۔ رات گذرتی جا رہی تھی۔ ناگ چونکہ بالکل بے فکر تھا۔ اسے وہاں کسی سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ بڑے اطمینان سے آنکھیں بند کیے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔

اب گندھال نے اپنا طلسمی عمل شروع کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ چتا کے پاس بیٹھ کر لکڑیاں لگاتے ہوئے اس نے جیب سے راکھ کی پوٹلی میں سے راکھ کی چٹکی بھری۔ اس پر جادوگرنی رنگنی کا بتایا ہوا طلسمی منتر پڑھ کر پھونکا اور بیٹھے بیٹھے گردن گھما کر ناگ کی چارپائی کی طرف دیکھا۔ ناگ چارپائی پر بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ اس کا سر گندھال کی طرف تھا اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گندھال نے آہستہ آہستہ بیٹھے بیٹھے ناگ کی چارپائی کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ بہت آہستہ آہستہ جا رہا تھا۔ اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ ناگ بے خبر چارپائی پر پڑا تھا۔ گندھال اب ناگ کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ اب اسے دیر نہیں کرنی تھی۔ اس نے چٹکی والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور بجلی کی تیزی کے ساتھ ناگ پر مردے کی راکھ چھڑک دی۔

راکھ جونہی ناگ کے جسم پر پڑی اس کا سارا جسم ایک

بار چارپائی سے ایک گز اوپر کو اچھلا اور جب وہ چارپائی پر گرا تو وہ غائب ہو چکا تھا اور اس کی جگہ چارپائی کے درمیان میں ایک چھوٹی سی لکڑی پڑی تھی۔ گندھال نے لکڑی کو اٹھا لیا اور اسے راکھ والی پوٹلی میں ڈال کر پوٹلی کو باندھا اور اپنی جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ جادوگرنی رنگنی کی جھونپڑی کی طرف تیز تیز چلنے لگا۔ جادوگرنی جھونپڑی میں آگ جلائے اس کے سامنے آنکھیں بند کیے بیٹھی کالا منتر پڑھ رہی تھی۔

گندھال جھونپڑی میں داخل ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جادوگرنی رنگنی نے آنکھیں کھولیں اور گندھال کی طرف دیکھا۔

"کیا تم لے آئے ناگ دیوتا کو؟"

"ہاں ماتا رنگنی! یہ دیکھو"

اور گندھال نے تھیلی میں سے ایک چھوٹی سی کالی لکڑی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ جادوگرنی نے ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی:

"اس ناگ دیوتا کی وجہ سے کوئی سانپ میرا حکم نہیں مانتا تھا۔ اب سارے سانپ میرے غلام ہوں گے۔"

گندھال کو تشویش ہوئی کہ کہیں جادوگرنی رنگنی اس سے ناگ دیوتا واپس نہ لے لے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگرنی نے کہا:

"تم جو سوچ رہے ہو مجھے معلوم ہے مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔ مجھے ناگ دیوتا کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تم ہی اپنے پاس رکھو گے۔"

پھر جادوگرنی نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک پڑیا نکال کر کھولی۔ اس میں سے تھوڑا سا سفوف لے کر ناگ مکڑی پر چھڑک دیا۔ ناگ کو جو تھوڑی بہت ہوش تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ جادوگرنی نے کہا:

"گندھال اپنا سر آگے کرو۔"

گندھال نے حکم بجا لاتے ہوئے اپنا سر جادوگرنی کے آگے کر دیا۔ گندھال کے سر پر لمبے لمبے گھنے بال تھے۔ جادوگرنی نے ناگ مکڑی کو جو مکھی سے بھی چھوٹا ہو گیا تھا گندھال کے سر کے گنجان بالوں کو ادھر اُدھر ہٹا کر بالوں کے نیچے کھوپڑی کے ساتھ لگا دیا اور بالوں کو پھر سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا:

"اب یہ ناگ دیوتا چھوٹی سی مکڑی کی شکل میں تمہارے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چمٹا رہے گا۔ تم نہاؤ گے یا کنگھی بھی کرو گے تو یہ مکڑی تمہارے بالوں سے نکل کر باہر نہیں گرے گی۔ اور تمہاری کھوپڑی کے ساتھ چمٹی رہے گی۔ ہاں اگر اس کو آگ دکھاؤ

گے تو یہ تمہارے بالوں سے نکل کر بھاگ جائے گی۔"

گندھال بولا: "جادوگرنی ماتا! میں آگ کے پاس سر نہیں لے جاؤں گی لیکن ابھی تک مجھے زمین کے چودہ طبق روشن نظر نہیں آئے تم نے تو کہا تھا کہ ناگ دیوتا کو بس میں کرنے کے بعد میں زمین کے اندر چھپی ہوئی ہر شے دیکھ سکوں گا۔"

جادوگرنی رنگنی کہنے لگی:

"آنکھیں بند کرو گندھال۔"

گندھال نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ جادوگرنی رنگنی نے بلند آواز میں کالے علم کے چند منتر پڑھے اور گندھال کے منہ پر پھونک مار کر کہا:

"اب آنکھیں کھول لو۔ تم زمین کے اندر ہر شے کو دیکھ سکو گے۔"

گندھال نے آنکھیں کھول دیں اور زمین کی طرف دیکھا پہلے تو وہ دہشت زدہ ہو گیا اور جلدی سے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ اسے زمین کے اندر چٹانیں اور چٹانوں کے نیچے لاوا بھڑکتا نظر آیا تھا۔

جادوگرنی نے کڑک کر کہا:

"اگر تم میں اتنی ہمت نہیں تو ناگ دیوتا کو قابو کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گندھال نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مجھے معاف کر دو جادوگرنی ماتا۔ مجھ سے بھول ہو گئی اب نہیں ڈروں گا۔"

اب گندھال نے زمین پر نگاہ ڈالی۔ اس پر زمین کی ساری تہیں روشن ہو گئی تھیں۔ اسے زمین کے نیچے چٹانیں، پہاڑیاں اور ان کے بھی نیچے لاوا اُبلتا اور آگ بھڑکتی نظر آ رہی تھی۔ کسی طرف اسے پانی کی لہریں ایک طرف جاتی نظر آئیں۔ جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہو۔

جادوگرنی نے کہا:

"دھرتی کے نیچے آگ بھی ہے۔ لاوا بھی ہے۔ پہاڑیاں اور چٹانیں بھی ہیں۔ دریا بھی بہتے ہیں اور قیمتی انمول خزانے بھی دفن ہیں۔ لیکن اس حالت میں تمہارے لیے زمین پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔ تمہیں ایسے لگے گا جیسے تم آگ میں گر رہے ہو۔ اس لیے آنکھیں بند کر دو۔"

گندھال نے آنکھیں بند کر لیں۔

جادوگرنی نے کہا:

"اب آنکھیں کھولو۔"

گندھال نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اسے زمین کے نیچے

کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر کہا:

"ماتا! مجھے زمین کے نیچے کچھ نظر نہیں آ رہا۔"

جادوگرنی رنگینی نے کہا:

"میں تمہیں ایک خفیہ کالا منتر بتاتی ہوں جب تم اسے پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک مارو گے تو تمہاری آنکھیں جادو کی وجہ سے روشن ہو جائیں گی اور تم زمین کے اندر کی ہر شے دیکھ سکو گے۔ جب دوسری بار یہی منتر پڑھ کر پھونک مارو گے تو زمین کے اندر کی چیزیں نظر آنا بند ہو جائیں گی۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔"

گندھال نے جادوگرنی کو نمسکار کیا اور جھونپڑی سے نکل کر اپنے شمشان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بڑا خوش تھا۔ آج وہ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جب وہ شمشان میں پہنچا تو وہ چارپائی خالی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ناگ دیوتا لیٹا ہوا تھا۔ گندھال ہنس دیا۔ ناگ دیوتا تو چھوٹی سی بے جان مکڑی بنا اس کے بالوں کے اندر کھوپڑی کے ساتھ چپٹا ہوا تھا۔ گندھال خاموشی سے اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گیا اور راجاؤں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی بسر کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ اسی شہر میں ایک عورت نکی رہتی تھی جو مُردے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جلانے میں گندھال کی مدد کرتی تھی۔ جب کوئی مردہ شمشان میں آتا تو نکٹی بھی وہاں پہنچ جاتی اور مُردے پر تیل وہی چھڑکتی تھی۔ گندھال اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر نکٹی اسے ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ پہلے ڈھیر ساری دولت جمع کرو پھر تم سے بیاہ کروں گی۔ اب گندھال خوش تھا کہ اس کے پاس بے پناہ دولت آنے والی ہے چنانچہ اسے آندھرا شہر کے باہر پہاڑیوں میں جو کھنڈر ہیں وہاں جا کر زمین کے نیچے نگاہ ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں ضرور خزانہ دفن ہو گا۔ اکثر وہاں سے لوگوں کو کبھی کبھی سونے چاندی کے سکے مل جایا کرتے تھے۔

جب صبح ہوئی تو چندرا اور بھاشی نے گندھال سے پوچھا کہ ناگ کہاں ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہا۔

گندھال نے کہا:

"یہیں جنگل میں گیا ہو گا۔ ابھی آ جائے گا۔"

جب دن کافی گذر گیا اور ناگ نہ آیا تو چندرا اور بھاشی کو فکر ہوئی۔

گندھال بولا: "رات کو تو وہ میرے پاس ہی چارپائی پر سویا تھا۔"

بھاشی نے کہا:

"پھر وہ کہاں چلا گیا؟"

گندھال بولا: "ناگ جلدی واپس جانا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ صبح صبح اپنے وطن کی طرف چلا گیا ہو۔"

چندرا نے کہا:

"لیکن وہ ہم سے مل کر بھی نہیں گیا۔"

گندھال بولا: "ہو سکتا ہے اسے خیال ہو کہ ہم لوگ اسے پھر روک لیں گے چنانچہ وہ ہمیں بتائے بغیر ہی چلا گیا۔"

کچھ دیر چندرا اور بھاشی نے ناگ کو یاد کیا پھر وہ اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ گندھال جنگل میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کے بہانے شمشان سے نکلا اور سیدھا آندھرا شہر اور اپنی بستی کے درمیان جو پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اس طرف چل پڑا۔ یہی وہ پہاڑیاں تھیں جن میں کہیں کسی بادشاہ کا انمول خزانہ دفن تھا۔ ناگ ایک بے حس ننھی سی کالی مکڑی کی شکل میں اس کی کھوپڑی کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔

پھر کیا ہوا؟ یہ آپ اگلی قسط نمبر ۱۴۴ "آدھا زندہ آدھا مُردہ" میں پڑھیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰
۱۰۲ ٹیپی خلائی شیطان ۴/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰
۱۰۴ خلائی گھرو ۴/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا سیارہ ۴/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰
۱۰۷ خوفناک طلسمی روشنی ۴/۵۰
۱۰۸ خوفناک قلعہ ۴/۵۰
۱۰۹ ہیبت ناک شیشہ ۴/۵۰
۱۱۰ ٹیپی کا گدھ ۴/۵۰
۱۱۱ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰
۱۱۲ آدمی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰
۱۱۳ خنجر اور خلائی مخلوق ۴/۵۰
کیٹی اور زندہ لاش ۴/۵۰
ماریا طوفانی رات میں ۴/۵۰
۱۱۴ خوفناک تجربہ ۴/۵۰
۱۱۵ سانپ کا قیدی ۴/۵۰
۱۱۶ موت کی چھلانگ ۴/۵۰
۱۱۷ مُردے کی موت ۴/۵۰
۱۱۸ قبر کا ہاتھ ۴/۵۰
۱۱۹ چڑیلے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۰ خوفناک مقابلہ ۴/۵۰
۱۲۱ ماریا کا پتلا ۴/۵۰
۱۲۲ سیارے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۳ انسانی تیندوا ۴/۵۰
۱۲۴ ٹیپی پاتالی دنیا میں ۴/۵۰
۱۲۵ خونی راز ۴/۵۰
۱۲۶ سرکٹا ناگ ۴/۵۰
۱۲۷ خنجر کی قبر ۴/۵۰
۱۲۸ چاہ بابل کے قیدی ۴/۵۰
۱۲۹ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۰ جنگلی ناگن ۴/۵۰
۱۳۱ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۴/۵۰
۱۳۲ سنگھ دیوی کا آرشل ۴/۵۰
۱۳۳ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۴ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۵ [illegible] ۴/۵۰
۱۳۶ تابوت والی لڑکیاں ۴/۵۰
۱۳۷ آدم خور شکاری ۴/۵۰
۱۳۸ بھٹکتی روحوں کا سفر ۴/۵۰
۱۳۹ بچھو لڑکی ۴/۵۰
۱۴۰ ویران مینار ۴/۵۰
۱۴۱ ناگ کا قیمتی تعمیر سانگ ۴/۵۰
۱۴۲ مُردے کی راکھ ۴/۵۰
۱۴۳ آدھا زندہ آدھا مُردہ ۴/۵۰

عنبر ناگ ماریا کیٹی اور خلا میں

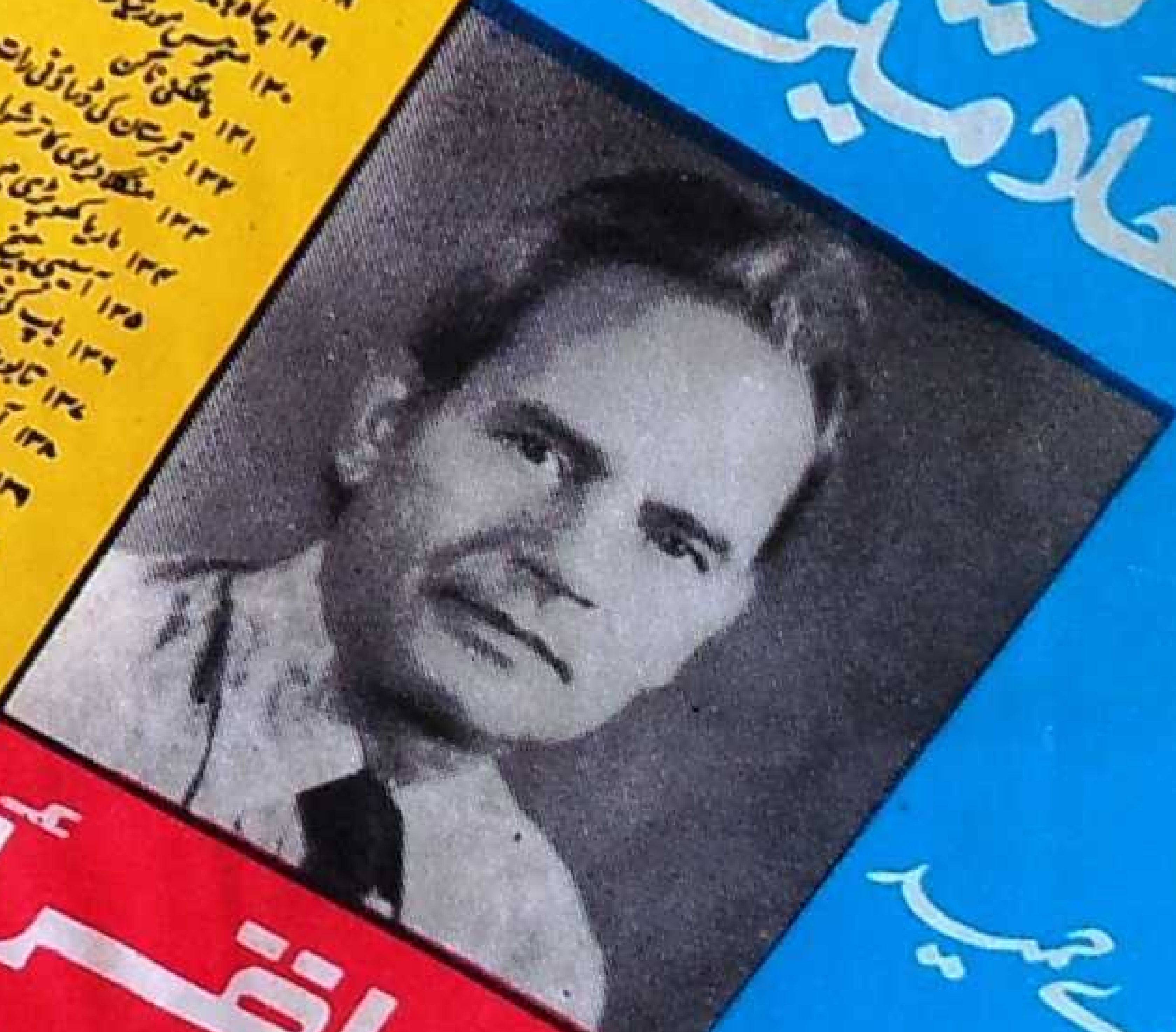

اے حمید

نیا مکتبہ اقرأ
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸